قال اللہ تعالیٰ یوم ندعوا کل اناس بامامہم

جسدن ہم بلائیں گے سب آدمیوں کو ان کے امام کیساتھ

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ ہادی اقوامِ ضالہ غالیہ الوہابی

فوارۂ لعنت

المشہور بہ

غضبِ سبحان بر دشمنِ نعمان

یہ رسالہ لعض اُن ارواح خبیثہ و قلوب خبیثہ کے چند خیالات باطلہ عاطلہ کی تردید میں لکھا گیا ہے جنہوں نے حضرت امام العالم امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر بالکل بیجا اعتراضات کئے ہیں خداوند کریم دشمنانِ دین کو ہدایت حق پر چلائے

وجہ تالیف کتاب

اس مضمون کی اشاعت کی یون ضرورت پڑی کہ کسی بزرگ دوست منشی محمد حنیف خانصاحب داناپوری نے زید کے نام سے چند سوالات لکھکر میرے ایک مکرم و محترم واجب التعظیم دوست کے پاس لغرض حصول جواب ارسال فرمائے اور وہ دوست حسن اتفاق سے لاہور پہنچے اور میرے ملنے کو بھی آئے میںنے ان کے پاس وہ سوالات دیکھے جنکے دیکھتے ہی غیرت و حمیت نے جوش مارا اور خیال آیا کہ کہیں ایسے مضامین کو سیدھے سادھے مسلمان دیکھکر کہین ایمان کو خیرباد نہ کہدین۔ گو اس سے پہلے بھی کئی قسم کے لغویات چھپے جن کے جوابات بھی دیئے گئے مگر تاہم میری غیرت ایمانی نے اس موقعہ پر خاموشی کو منظور نہ کیا۔ میںنے وہ سوالات اُن سے لیکر خیال کیا کہ میرے اعمال نامہ مین اگر یہی ایک کام قبول ہوکر باعث نجات ابدی ہو جائے تو زہے سعادت۔ کیونکہ مین دورویہ یا مذبذب خیال یا ہر فن مولا نیچری چھچہ نہین ہون بلکہ یک طرفہ حنفی مقلد ہوں اور معجزات و کرامات کا معتقد ہوں اور امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا دل سے محب و مصدق ہوں۔ خدا اُن کی اطاعت و محبت مین ہمیشہ ہمیشہ ثابت قدم رکھے۔ آمین +

ہر چند بیان پر اختصار سے کام لیا گیا ہے اگر آئندہ منکرین و مخالفین کے سر دبی...

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مقدمہ

ناظرین پر واضح ہے کہ اسوقت اسلام کس غربت میں ہے ایک طرف تو مخالفین اسلام حق مثلاً آریہ و برہمو و ملحدان یورپ اُن کی بیخکنی کے درپے ہیں۔ دوسری طرف مسلمانوں کے خواب غفلت و مستی زوال لارہی ہے مزید براں یہ کہ بعض غیر دین اسلامی جماعت میں گھس کر روپ بدلکر زیادہ موجب نفاق و فساد ثابت ہوئے۔ یوں تو اسلام ایک ایسا سمندر ہے کہ اگر تمام جہان کا مردار بھی اسمین گرجائے تو پاک ہو مگر بایں ہمہ بعض مرتد ازلی وشقی ابدی ایسے بھی ہیں جو اسلام میں داخل ہوتے ہی نہائت خباثت باطنی ظاہر کرکے اس شعر کے مصداق بنجاتے ہیں ؎

سگ بدریا ہفتگانہ بشوے
چونکہ ترشد پلید ترباشد

وہ ناپاک طینت اماماں دین و اولیا رکاملین کے حق میں گالیاں دینا اور اُن کی عیب جوئی اور اُن کی بے ادبی کرنا اپنا پیشہ ٹھہرالیتا ہے اور مفسدانہ باغیانہ مضامین اسلام کے حق میں لکھتا ہے حالانکہ اہل اسلام کیطرف سے بارہا جواب باصواب دیا گیا مگر پھر بھی وہ نجس العین بار بار اپنی بددینی کا اظہار کرکے خاص و عام میں غلاظت و نجاست روحانی پھینکتا ہے چنانچہ میرے ایک عزیز مخلص منشی محمد خان صاحب نے کسی غیر کے عقائد کا جواب یوں دریافت کیا۔

السّؤال

زید کہتا ہے کہ میرے نزدیک امام اعظم رح کی وقعت و مرتبہ یہ ہے جسکو حسب ذیل نمبروار درج کرتا ہوں :-

(۱) آپ نے قرآن وحدیث بالکل نہیں پڑہا +

(۲) آپ کے خیالات مانند شیخ چلی کے تھے +

(۳) آپ کو علم تاریخ وتفسیر مطلق نہ تہا +

(۴) ابوحنیفہ سے ایک حجّام بہتر تہا +

(۵) ابوحنیفہ کو علم نحو وغیرہ سے بالکل مس نہ تہا +

(۶) ابوحنیفہ کی فقہ محض بے علمی کی فقہ تھی +

(۷) ابوحنیفہ علم حدیث سے ایسے کورے تھے کہ ایک حدیث بھی آپکو نہ ملی +

(۸) ابوحنیفہ ضعیف اُن کے کل اُستاد کل شاگرد ضعیف +

(۹) ابوحنیفہ مرجیہ وجہمیہ زندیق تھے اور مرجیا سلام سے خارج ہیں لہذا حنفی بھی اسلام سے خارج +

(۱۰) ابوحنیفہ کوفی ہے اور کوفہ والے کی حدیث بے نور ہے +

(۱۱) ابوحنیفہ نے شرک کی جڑ قائم کی لہذا وہ مشرک ٹھہرے +

(۱۲) ابوحنیفہ کا عقیدہ صریح خلاف قرآن ہے +

(۱۳) ابوحنیفہ کے نزدیک قرآن وحدیث کی کچھ قدر ہی نہیں +

(۱۴) ابوحنیفہ مجتہد نہ تھے نہ اُن میں شرائط اجتہاد موجود تھے +

(۱۵) ابوحنیفہ شیطان کا سینگ تہا +

(۱۶) ابوحنیفہ باغی تہا بغاوت ہی میں مرگیا +

(۱۷) ابوحنیفہ کی تاریخ ولادت سگ سنہ ھ

(۱۸) ابوحنیفہ کی تاریخ وفات بوکم جہاں پاک ۱۵۰ھ

(۱۹) ابوحنیفہ سے بڑھکر مسلمانوں میں کوئی منحوس ورذیل نہیں ؛

(۲۰) نجد سے مراد ملک عراق وکوفہ ہے کیونکہ نجد بمعنے بلند زمین ؛

پس کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے دین ایسے شخص کے حق میں جواب سے جلد مطلع فرماویں

سائل محمد حنیف خاں از محلہ سگونہ داناپور - ۹ - اکتوبر ۱۹۱۲ء

الجواب

قبل ازیں کہ ہم سوالات کا جواب لکھیں بہتر ہے کہ کتب تاریخ انگریزی واسلامی سے وہابیوں کے ابتدائی حالات وکوائف سے مسلمانوں کو آگاہی دی جائے اور سب سے بہتر یہ ہوگا کہ وہابیوں کے پیشوا صدیق حسن خاں بھوپالی کی تحقیقات سے تشفی کی جائے نواب صاحب نے یہ تو بخوبی مان لیا ہے کہ وہابی بیدین ومفسد وباغی وہادم حرمین شریفین اور مفتن اور سفاک ہیں مگر ساتھ ہی کہتے ہیں کہ ہم لوگ وہابی نہیں بلکہ وہابی وہ لوگ ہیں جو ملک نجد میں تھے اور وہ ۱۸۱۸ء میں مفقود ہوگئے لیکن یہ انکار قابل غور ہے ولائق تحقیق ہے ؛

خلاصہ رسالہ ترجمان وہابیہ از تالیفات نواب بھوپال مطبوعہ سعید المطابع ۱۳۱۵ھ

(۱) محمد بن عبد الوہاب بلاد نجد مقام عینیہ میں ۱۲۰۰ھ میں حدود حجاز ویمن پر چڑھائی کی ص۱۵

(۲) تاریخ سے خوب روشن ہے کہ کوئی شخص آجتک نجد سے عالم وفاضل ہند میں نہیں آیا ص۲

(۳) محمد بن عبد الوہاب پیشوا وہابیوں کا نجد میں پیدا ہوکر ۱۲۰۶ھ میں مرگیا ص۲۸ و ۳۰

(۴) مذہب وہابیہ ۱۸۱۸ء میں نابود ہوگیا

(۵) نواب صاحب نے ایک کتاب ہدایۃ السائل ۱۲۹۲ھ میں تالیف کی جسکے صفحہ ۱۱۵ و ۱۱۹ و ۱۲۱ میں وہابیوں کی حماقت وجہالت وبغاوت وفتنہ وفساد کی مفصل کیفیت مذکور ہے ص۳۱

(۶) ڈاکٹر ہنٹر صاحب ڈ ڈبلیو ڈبلیو بی۔ اس ایل۔ ایل۔ ڈی کی کتاب انڈین مسلمان میں) نے وہابیوں کی تالیف کردہ یہ کتب لکھی ہیں ؛ تقویت الایمان ۔ صراط المستقیم مؤلفہ اسماعیل دہلوی + کتاب التوحید مصنفہ ابن عبدالوہاب نجدی + کتاب نصیحت المسلمین مؤلفہ خرم علی بلہوری ۔

(۷) مکہ و مدینہ میں وہابی اوسکو کہتے ہیں جسکا عقیدہ نجد کے لوگوں سے ملے + ص۴۵

(۸) ایک عیسائی نے بیروت میں عربی تاریخ بنام تاج مکلل لکھی جسمیں پسر عبدالوہاب نجدی کے جدال و قتال و ظلم سنہ ۱۷۶۰ء کے لکھکر کہا ہے کہ امیر نجد ابن عبدالوہاب کی مرگ سنہ ۱۷۹۰ء میں ہوئی ہے ص۴۶

(۹) ایک کتاب بنام تاریخ اثار الادھار میں وہابیوں کا مکہ و مدینہ وغیرہ پر چڑھائی کرنا اور قتل و لوٹ و روضہ اقدس کا گرانا و بے حرمتی و بے ادبی کرنا سنہ ۱۷۹۴ء میں مذکور ہے ؛ ص۴۹

(۱۰) کرنیل بوس قندبک امیر کابل نے سنہ ۱۸۵۴ء میں اپنی کتاب تاریخ المراۃ الوضیۃ فی الکرۃ الارضیہ فصل چار صفحہ ۲۲۶ میں طائفہ وہابیہ اور ابن عبدالوہاب نجدی کا حال جدال و قتال مفصل لکھا ہے ص۵۵

(۱۱) سنہ ۱۷۹۴ء میں گروہ وہابیہ ملک عراق پر غالب آیا ؛

(۱۲) کتاب مذکور میں نقشہ نجد کے ملک کا یوں بیان کیا ۔ یعنے نجد اُس ملک کو کہتے ہیں کہ متصل شام جانب شمال واقع ہے اور اعراق سے جانب مشرق ۔ حجاز سے جانب مغرب ۔ یمامہ سے جنوب ہے ص۵۹

(۱۳) سنہ ۱۸۱۸ء میں فتنہ اہل نجد کا ختم ہوا جسکی طرف وہابی منسوب ہیں ص۶۰

(۱۴) نواب صدیق حسن کہتا ہے کہ نیچری فرقہ زبردستی سے مسلمانوں میں شامل ہوتا ہے ص۶۱

(۱۵) اسی فرقہ نیچریہ کے امام سید احمد خانصاحب کو وہابی بتاتے ہیں ص۶۲

(۱۶) امیر نجد پیر عبدالوہاب کی بغاوت و فتنہ سنہ ۱۷۶۰ء سے سنہ ۱۸۱۸ء تک ختم ہوا ص۶۳

(۱۷) سوائے اطراف ملک نجد کے کسی اور جگہ وہابی مذہب مروج نہوا ص۶۴

(۱۸) ہند کے مسلمان یا مذہب حنفی یا شیعہ رکھتے ہیں اُن کے راہ و رسم ملک و نجد سے کسی تاریخ سے ثابت نہیں نہ اُن کا کوئی مرید و شاگرد نہ کوئی کتاب (غلط ۔ کتاب التوحید کا ترجمہ تقویت الایمان ہے)

اس اقلیم میں آئی صہ ۶۴

(۱۹) ڈاکٹر ہنٹر نے وہابیوں کے ۴ اکثر مسئلے خاصۃً ذکر کئے ہیں صہ ۶۴

(۲۰) سید احمد خان نے اپنے آپکو وہابی دکھا کر وہابی فرقہ کو الزام بغاوت سے بچایا صہ ۶۶

(۲۱) سید احمد خان نے سید احمد بریلوی اور اُن کے مریدوں پر لقب وہابی چسپان کیا صہ ۶۷

(۲۲) کل مسلمان دو طرح پر ہیں۔ اہل سنت وجماعۃ۔ مقلدین ائمہ اربعہ صہ ۶۷

(۲۳) وہابیوں کے اقسام اور حسب تحقیقات ڈاکٹر ہنٹر صاحب وہابی نام باغی اور مجاہد کا ہے صہ ۶۸

(۲۴) اہل نجد بھی حنفیوں کو وہابی نہیں کہتے ہین اور علماء حرمین شریفین ویمن جو اسلام کی منڈی ہے وہ لوگ بھی امیر نجد سے ناراض ہین ٭ صہ ۷۸ و ۷۹

(۲۵) وہابیوں کے نزدیک مسلمان کا مال وغیرہ لوٹ لینا روا ہے ٭ صہ ۸۱

(۲۶) بقول ٹائمز آف انڈیا صحیح مذہب اسلام وہ ہے جو قریب بارہ سو برس سے ایک طرح پر چلا آگیا ہے اور وہابی اُسکے برخلاف ہیں صہ ۸۲

(۲۷) ایڈیٹر اخبار نور الانوار مطبع نظامی ۵ شوال ۱۲۹۸ھ نے ایک اخبار انگریزی فورٹ منتھلی ریویو مطبوعہ ۱۸۸۱ء سے یوں نقل کیا ہے:۔ کہ مردم شماری مسلمانوں کی ۱۷ کروڑ پچاس لاکھ ہے شیعہ ایک لاکھ پچاس ہزار۔ وہابی صرف ۸۰ لاکھ ٭ صہ ۸۴

(۲۸) یہ بات سچ ہے کہ علماء حرمین شریفین نے نجدیوں کو نام وہابی سنہ ۱۷۶۶ء میں دیا

(۲۹) رُوم کے مسلمان حنفی۔ مصر کے شافعی۔ مغرب کے مالکی۔ دمشق وغیرہ کے حنبلی۔ ایران کے شیعہ۔ اطراف یمن کے زیدی مسقط کے خارجی۔ ہندوستان کے اکثر حنفی بعض شیعہ کمتر اہل حدیث۔ مکہ شریف میں چاروں مصلے مقلد۔ اہل مکہ نجدیوں کے برخلاف ہیں صہ ۸۴

(۳۰) ریاست بھوپال میں ابتک بھی حکم ہے کہ کوئی مسافر۔ ترک۔ عرب۔ ولائتی شہر میں نہ ٹھہرے ٭

(۳۱) لفظ وہابی محمد بن عبدالوہاب نجدی سے نکلا ہے اس کی ابتدا سنہ ۱۷۶۶ء سے ہوئی اور ۵۰۸ برس

ملک نجد میں یہ فتنہ رہا صہ۸

(۳۲) نجدیوں کی لڑائی صرف مسلمانوں بوہروں اور عربوں کے ساتھ تھی نہ ہندوؤں اور عیسائیوں سے صث

(۳۳) طریقہ حدیث تو زمانہ نجد سے ہزار برس پہلے کا ہے اور وہابی نجد کے بعد ہزار برس اب پیدا ہوئے صہ۹

(۳۴) اصل وہابی وہ ہیں جو پیرو ہیں محمد ابن عبد الوہاب کے جس نے ۱۲ ۱۳ ۱ھ میں نشان مخالفت ملک نجد میں قائم کیا اور وہ عرب کا جنگجو تھا اُس کے متبع وہابی مشہور ہوئے ف جب تو اپنے آپ کو محمدی کہلا چکے اور اسی محمد بن عبد الوہاب کی کتاب التوحید کا ترجمہ تقویت الایمان و نصیحۃ المسلمین ہے ؛

(۳۵) کثرت نوافل ۔ نیاز ۔ صدقات ۔ وظائف ۔ فرقہ موحدین کے یہاں نہیں ہیں اہل الرائے (مقلدین) جو اپنے اموات کیلئے صدقات طعام وغیرہ کو حسب رواج حال جائز رکھتے ہیں ۔ سو یہ مسلک ہنود کا ہے ۔ فرقہ موحدین ان باتوں میں نہیں ف یہاں لقب موحدین قبول کیا ہے صہ۱۲

(۳۶) کچھ تذکرہ اس کا کتاب طلائع البدود کے صہ۴ا میں بھی مذکور ہے ؛

(۳۷) اور ڈاکٹر لائٹنر صاحب بانی مبانی اورینٹیل کالج لاہور کی کتاب سنین الاسلام جلد ۳ صہ ۵ و ۵۶ ۔ مطبوعہ لاہور میں تذکرہ وہابیہ لکھا ہے

تنقیح چند امورات عبارت سابقہ

(۱) نجد ایک ملک معروف کا نام ہے نہ زمین بلند کا ۔

(۲) نجد کا فتنہ فساد بذریعہ ابن عبد الوہاب نجدی پہلا اور یہ فسادات نجد بعد از ہزار بارہ صد سال ۱۲۱۲ھ میں ظاہر ہوا معلوم ہوا کہ اہل عراق کو نجدی نہیں کہتے کیونکہ وہ تو دوسری صدی میں شہر کوفہ میں گذر چکے اور کوفہ میں بجز ایک حادثہ ۶۰ھ میں قتل حسین علیہ السلام کا ہوا نہ کہ فتنہ نجدیہ وہابیہ

(۳) وہابی اُسی فرقہ کا نام ہے جو پیرو عبد الوہاب کیطرف منسوب ہے، اور احادیث متعلق نجد اُسی ملک اور اُسی ابن عبد الوہاب نجدی کے حق میں وارد ہیں +

(۴) وہابیوں کا پیشوا ابن عبدالوہاب تھا جسکا فرقہ ۱۸۱۸ء میں نابود ہو گیا
(۵) وہابی وہ جو عقیدہ اہل نجد کا رکھے اور لقب وہابی اسلام کی منڈی مکہ مدینہ سے ملا ہے۔
(۶) وہابی سوائے ملک نجد کے اور کہیں نہیں اور وہابی باغی اور مجاہد ہیں ؛
(۷) سید احمد بریلوی اور اُن کے مرید وہابی نہیں اور اسمعیل دہلوی اُن کا مرید و خلیفہ ہے ؛
(۸) جو اسلام ۱۲ صدیوں سے آتا ہے وہابی اس کے خلاف ہین وہ ابتک بھی موحدین فرقہ کو محمدی کہتا رہا ؛
(۹) وہابیوں نے مکہ و مدینہ کو برباد کیا۔ وہاں کے باشندوں کو قتل عام کیا۔ روضۂ اقدس کے گرانے کا قصد کیا وہاں سے تغلب کرتا کرتا عراق پر بھی غالب آیا ؛
(۱۰) نجد وہ مُلک ہے جو عراق کے علاوہ الگ بجانب مشرق واقع ہے ؛
(۱۱) وہابیوں کی کتابیں تقویت الایمان ۔ نصیحت المسلمین ۔ صراط مستقیم ۔ کتاب التوحید ہیں سوائے پسر عبدالوہاب کے باقی مرید سید احمد بریلوی کے ہین ؛
(۱۲) مردم شماری اہل سنت (مقلدین) ۴ کروڑ پچاس للکھ اور وہابی صرف ۸۰ لاکھ ؛
(۱۳) نجدیوں کی ابتداء ۱۷۶۰ء سے چھوٹی اور نجدی ہمیشہ مسلمانوں کو ہی لوٹ مار کرتے رہے ؛
(۱۴) وہابی لوگ زیادہ عبادت ۔ نفل ۔ صدقات وظائف وغیرہ نہین کرتے ؛
(۱۵) سُنی مسلمان جو مردوں کے واسطے صدقات طعام کیا کرتے ہیں یہ ہندوؤں کی رسم ہے نہ وہابیوں کی ؛ غرضیکہ یہ تنقیح گویا وہابین کی روحانی و باطنی غلاظت کا نچوڑ ہے بلکہ مواد ہے ؛

تحقیقات اہل اسلام متعلق نجد و نجدیاں

واضح ہو کہ لغوی معنے اور عرفی و اصطلاحی معنے میں بہت تفاوت ہے مثلاً کسی کو یوں کہا جاے کہ تو تو بنارس کا ٹھگ ہے تو اس کے یہ معنے نہیں کہ ٹھگ صرف بنارس ہی میں رہتے ہیں۔ اور کہیں نہیں ۔ بلکہ دیگر مقامات ۔ آرہ و رحیم آباد و بھوپال و دہلی و صادق پور وغیرہ میں بھی

مین ۔مطلب یہ کہ بنارسی ٹھگ ایک اصطلاح ٹھہر گئی یا مثلاً کسی کا نام تہا نذیر حسین ۔ لغوی معنے حسین کا ڈرانیوالا تو وہ تو صرف یزید داسکی فوج تھی لیکن یہان پر خاص کسی مسلمان کا نام مرادہے ۔ اسی طرح نجد کے عُرفی معنے ایک ملک ہے جو حضور علیہ السلام کے وقت موجود تہا ۔ وہان کے کچہہ باشندے آپ کے پاس حاضر تھے وہ ملک چونکہ نسبت زمین حجاز و یمامہ کے بلندی پر ہے اسلئے نجد بمعنی زمین بلند ہے یہی صادق آگیا اب نجد بمعنے مطلق زمین بلند مراد لیکر عراق دکوفہ کو قرار دینا کمال بدیہی و بے ایمانی ہے اور غیاث اللغات مین ہے نجد بالفتح زمین بلند خلاف غور ونام ملکے از عرب میان حجاز و عراق و میان بصرہ و مکہ کہ زمین آں بلند است بہ نسبت یمامہ و حجاز ۔ (چنانچہ قاموس میں بھی ایسا ہی ہے)

شیخ الاسلام شارح بخاری نے اُس حدیث کی ذیل میں لکھا ہے :۔ النار بهنالك الى نجد ونجد من المشرق ؛

نواب صدیق حسن غیر مقلد نے ترجمان وہابیہ کے صفحہ ۵۰ مین بھی مضمون لکھا ہے کس قدر جہالت ہے کہ نجد کے معنے صرف بلند زمین ہے حالانکہ اگر نجد بمعنے مطلق بلندی لیا جائے تو ہر ایک ملک نسبتاً ایکدوسرے سے بلند ہے پس ہر ملک کو نجد کہنا جائز ہوگا اور ممالک شرقی اور مغربی کی بلندی و پستی کا فرق سب کو معلوم ہے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ بھوپال ۔ بنارس ۔ آرہ ۔ رحیم آباد وغیرہ بھی نجد بن جاویں اور قرن الشیطان کہلائے جائیں اور وہان کے وہابی تمام مفسد و باغی و ملعون قرار دئے جائیں حالانکہ یہ غلط ہو سکتا ہے پھر ملک نجد کے عوض ملک ملک قائم کر لینا یہ گویا وہی مثل ہے جو کسی زمانہ مین صادق ہو چکی ہے وہ یہ کہ ایک قحبہ فاحشہ مرنے لگی اُس کا ایک بچہ حرامی رہ گیا ۔ اُس نے کہا اماجان تیری بعد مجھے سب لوگ طعنے دینگے اُس قحبہ نے کہا ۔ آہا یہ تو بالکل آسان ترکیب ہے ۔ حرامی نے کہا وہ کیسے ۔ قحبہ نے کہا جس جس عیب و بدی کا تم پر الزام ہے تم پہلے ہی وہ کل عیوب و الزام اُسی پر چسپان کر دینا ۔ بس وہ شریف ہوگا تو وہ خود ہی چپ ہو جائیگا ۔ وہی بات یہ کہ نجد بمعنے کوفہ ہے ۔ افسوس صد افسوس ع

آدمیان گم شدند و ملک خدا خر گرفت

حالانکہ اُن لوگون نے کہا تہا و فی نجدنا ۔ نہ کہ فی عراقنا ۔ فی کوفتنا ۔ بہلا یہ تو کہو کہ کیا وہ کل

صحابہ تمام بلندیوں پر مقیم تھے یا کوفہ بمعنے نجد مشہور تھا ہرگز نہیں۔ بلکہ الگ الگ دو ملک دو شہر معروف تھے اس جاہل سے کوئی پوچھے کہ آیہ ھدانیہ النجدین کے معنے ہدایت کی بمعنے اُس کو دو بلند زمینوں کی طرف۔ افسوس صد افسوس۔ حضرت شیخ الاسلام ملک العلماء سید دحلان مکی تاریخ مکہ خلاصۃ الکلام فی بیان امراء البلد الحرام میں لکھتے ہیں :۔ فان فتنتھم من اعظم الفتن التی ظہرت فی الاسلام طاشت من بلا یا ھا العقول وحار فیہا ارباب للعقول

اور علامہ سید علوی بن احمد بن حسن بن عبداللہ بن علوی الحداد کتاب موسوم بہ جلاء الظلام فی الرد علی النجدی الذی اضل العوام میں لکھتے ہیں۔ روی عن العباس بن عبد المطلب عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سیخرج فی ثانی عشر قرنا فی وادی نبی حنیفۃ رجل الحدیث یعنے ابن عبدالوہاب نجدی کا فتنہ تمام فتنوں سے بڑا فتنہ ہے اور وہ ۱۲۰۰ھ ہجری میں گذر گیا

اور مورخ بلطرون جغرافیہ عمومیہ مطبوعہ مصر تیسری جلد معربہ رفاعہ بک ناظر مدرسۃ الالسن میں محمد بن عبدالوہاب کی رام کہانی اور قتل و ظلم و لوٹ مار کی کیفیت مفصل اور اوسکی ولادت و ہلاکت وغیرہ لکھکر ایک عقیدہ جو بطور فرمان نافذ کیا گیا ہے یوں مرقوم ہے فمن اعتقد انہ اذا ذکر اسم نبی فیطلع ھو علیہ صار مشرکا وھذا الاعتقاد شرک سواء کان مع نبی او ولی او ملک او جنی او صنم او وثنی وسواء کان یعتقد حصولہ بذاتہ او باعلام اللہ بای طریق کان یصیر مشرکا ومن اعتقد النبی وغیرہ ولیہ وشفیعہ فھو وابوجھل فی الشرک سواء اما السابقون فالات والعزی و اما اللاحقون فمحمد وعلی وعبدالقادر ومن یقل فی حاجتہ یا اللہ وقال یا محمد وان اعتقد عبداً غیر یتصرف فی الکل صار مشرکا وکفانا قدوۃ فی ذلک شیخنا تقی الدین ابن تیمیہ وقد ثبت ان السفر الی قبر محمد ومشاھدہ ومساجد واثارہ وقبراء نبی او ولی وسائر الاوثان شرک اکبر (از کتاب التوحید) اس کا ترجمہ ملاں اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان صفحہ ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۵۳ وغیرہ میں مفصل مذکور کیا ہے اور حضرت علامہ شامی کتاب فتاوی شامی جلد ثالث باب البغاۃ صفحہ ۳۴۹ میں وہابیوں کی بغاوت و فتنہ انگیزی و بدعقیدگی کا تذکرہ مفصل مرقوم کرتے ہیں۔

نتیجہ عبارات سابقہ

الغرض وہابی فرقہ جس طرح اسلام و اہل اسلام میں مفسد و باغی و بدذات مانا گیا ہے اسیطرح گورنمنٹ کے نزدیک بھی باغی کہلا چکا ہے مگر غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ہم وہ وہابی نہیں ہیں اگر آپ وہابی نہیں تو بھی مگر کس نے کہا تہا ع وہابی کے معنے ہیں رحمان والے۔ وہ فرقہ کون ہے۔

آج تک اس فرقہ کا کوئی نام حقیقی نہیں پہلے تو موحدین نام رکھا۔ جب سنا کہ موحد تو آریہ و کوکہ ویونی ٹیرین اور خاصۃً معتزلہ کا لقب ہی اصحاب التوحید ہے تو محمدی بن گئے پہر دیکہا کہ حضرت غوث اعظم نے رافضیوں کے فرقوں میں ایک فرقہ محمدی بیان کیا ہے تو پہر اہلحدیث بنگئے جب معلوم کیا۔ کہ اہلحدیث سے بڑہکر لاہور میں ایک فرقہ اہل قرآن ہے تو اب مسلمان کہلانے لگ گئے اور اپنے اخبار اور رسالوں کا نام تیرہ صدیوں کے بعد مسلمان رکھا مگر اہلسنت وجماعت برابر کتب حدیث و فقہ و تفسیر میں ایک ہی نام سے ہمیشہ مشہور رہتے اور رہیں اور ہوں گے ÷ اور وہ مقلدین ہیں۔ غرضیکہ وہابی بھی دو قسم کے نکلے۔

اب ہمارا ارادہ ہے کہ جس خبیث الاخبث بلکہ الخبس نے امام اعظم رضی اللہ عنہ پر ناحق بہتان بندیاں کی ہیں اُس کے جواب سے پہلے کچھ بطور نمونہ حالات اصلی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کریں +

نام ولقب جناب امام المسلمین کا

آپکا نام نعمان بن ثابت۔ کنیت ابوحنیفہ۔ لقب امام اعظم چونکہ اہل اسلام ملت حنیفی پر قائم ہیں اس لئے امام صاحب نے آیۃ اِتَّبِعُوا مِلَّۃَ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا سے اقتباس کیا یعنے ابو الملۃ الحنیفہ کنیت اختیار کی۔ آپکا سلسلہ نسب تہذیب الکمال میں یوں درج ہے :۔ نعمان بن مرزبان بن ثابت بن قیس بن نزوجر بن شہریار بن بردنیر بن نوشیروان۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ فارسی الاصل اور بادشاہ عادل نوشیروان کی اولاد سے ہیں (خیرات الحسان و ابن خلکان) آپکے اجداد تاجر تھے آپنے بھی کچھ ابتدائی حصہ عمر کا تجارت میں صرف کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپکے ابتدائی زمانہ میں باوجودیکہ کئی صحابہ کرام موجود تھے مگر آپ کو اُن کی کامل شاگردی

کا کافی حصہ اور موقعہ نہ ملا ؎

آپ کی ولادت

حضرت امام صاحب کی ولادت ۸۰ھ عبدالملک بن مروان بن الحکم کے عہد میں ہوئی آپکے والد ماجد ثابت رحؒ کی پیدائش شہر کوفہ میں ہے آپکے والد صاحب حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے حاشیہ نشینون میں تھے جب امام صاحب کے والد پیدا ہوئے تو انہیں انکے والد حضرت علی کی خدمت اقدس میں لائے تو علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کے حق میں دعائے خیر و برکت فرمائی جسکی تاثیر و ظہور تمام عالم پر ثابت ہو گئی (خطیب بغدادی و ابن خلکان و وفیات الاعیان) بہت سے اکابر محدثین مثل دارقطنی و ابن حجر مکی و ابن حجر عسقلانی و ابن جوزی و امام ذہبی و ابن خلکان وغیرہم نے نہائت زور سے ثابت کیا ہے کہ امام صاحب تابعی ہیں اور کئی صحابہ سے ملاقات بھی کی اور جلیل القدر محدثوں نے آپکی توثیق بیان کر کے لکھا ہے لم یکن متہما یعنے آپ کبھی متہم نہوئے آپکے وقت میں صحابہ کرام کا دورہ قریب الاختتام تھا اور تابعین کا زور تھا اسلئے آپکو حدیث کے تحقق اور مسائل شرعیہ کے فیصلہ کا موقعہ عمدہ ہاتھ آیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ آپکے روائت میں ضعف کا احتمال نہیں کیونکہ دیگر محدثین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں کئی کئی واسطے راویون کے ہیں جنمیں کئی طرح کا ضعف و سقم و نقص وغیرہ پیدا ہو گیا ہوگا۔ مگر حضرت امام اعظمؒ اور رسول علیہ السلام میں صرف ایک ہی واسطہ (صحابہ) ہے۔ پس آپکی روائت یا صحابہ سے یا تابعین سے جو آپکے سامنے موجود تھے اور یہ ایک فخر آپکو خدا کی طرف سے خصوصیت کے ساتھ عطا کیا گیا ہے (ابو نعیم فی الحلیہ) امام صاحب کی افضلیت میں امام سیوطی شافعی رسالہ تبییض الصحیفہ میں بہت حدیثین لائے ہیں ملاحظہ فرماویں مادہ تاریخ ولادت لفظ نیک ہے ؎

آپکے اساتذہ

امام صاحبؒ کے شیوخ و استادوں کی تعداد بقول ابن حجر و مفتاح السعادہ وغیرہ چار ہزار کے قریب ہے اور شامی نے لکھا کہ امام صاحب نے چار ہزار مشائخین سے علم حدیث حاصل کیا۔ ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے:

کہ امام شافعی کے ۸۰ مشائخ ہیں اور امام صاحب کے چار ہزار ہیں امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں امام صاحب کے چند اُستادوں کے نام لکھکر یوں لکھا ہے وخلق کثیر اور محدث جمال الدین نے تہذیب الکمال میں خاص اسی نام لکھے ہیں اور مصنف عقود الجمان نے ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام تحصیل السبیل الی معرفۃ الثقات والمجاہیل ہے اُس میں امام صاحب کے استادوں کی گنتی ۱۹ تک نام بنام لکھی ہے امام ابو المحاسن شافعی نے امام صاحب کے استادوں کی تعداد ۹۳ الکھی ہے اگرچہ زیادتی شیوخ واساتذہ بھی امام صاحب کیلئے باعث فخر ہے لیکن زیادہ فخر یہ ہے کہ آپکے اکثر استاد علی العموم تابعین ہیں امام صاحب نے چار جگہ علم حاصل کیا

مکہ معظمہ اس میں ابوالزبیر محمد بن اسلم - عمرو بن دینار - عطا بن ابی رباح - عکرمہ - عبد العزیز بن سفیع اسمٰعیل بن عبد الملک - حارث بن عبد الرحمان وغیرہم موجود تھے ؛

مدینہ منورہ یہاں امام باقر - امام جعفر صادق - سالم بن عبد اللہ بن عمر سلیمان مولی میمونہ زوجۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - عبد اللہ بن عمر - یحیٰے بن سعید - ہشام بن عروہ - عبد اللہ ابن دینار موجود تھے ؛

کوفہ یہ امام صاحب کا مسکن اور فاروق اعظم کا آباد کردہ شہر ہے اسمین ایک ہزار صحابی متمکن تھے -

بصرہ یہ شہر بھی کوفہ کا ہمسر اور فاروق اعظم کا آباد کردہ ہے اس میں کئی فرقے مختلف المذاہب متفرق الخیال رہتے تھے یہ اہل علم کا مرکز تہا - اس شہر کے کبار شیوخ سے بھی امام صاحب نے علمی فائدہ اٹھایا ؛

ایک بار بادشاہ منصور عباسی نے امام صاحب سے پوچھا ممن اخذت العلم یعنے تم نے کہاں سے علم حاصل کیا - قال من اصحاب علی وعباس یعنے علی اور عباس کے شاگردوں سے - چونکہ حضرت علیؓ علوم ظاہری وباطنی کے امام تھے لہٰذا امام اعظم کو دونو علم حاصل تھے (رسالہ قشیریہ)

غرضیکہ جب امام کے ایسے ایسے رفیع القدر عظیم الشان اوستاد ہوں اُس کے امام اعظم ہونے میں کون ایماندار شک کرسکتا ہے ؛

:؛(۰:۰):؛

امام صاحب کے علمی وعقلی مناظرات ومکالمات

امام صاحب کو جو خدا نے قوت حافظہ اور ذہانت طبعی عطا فرمائی تہی وہ تو محتاج بیان نہیں موافقین تو درکنار مخالفین بھی لوہا مان چکے ہیں حاضر جوابی میں اسقدر بےمثل ویکتا تھے کہ بڑے بڑے متبحر وافلاطون زمانہ آپکے روبرو لرزتے اور کانپتے۔ چالیس سال کی عمر مین علم تحصیل کر کے اپنی لیاقت خداداد وطاقت علمی وعلمی کیوجہ سے مختلف شہروں مین شہرۂ آفاق بنگئے۔ جبتک آپکے اعلےٰ اُستاد شیخ کامل حضرت حماد زندہ رہے آپنے از روئے ادب کوئی مدرسہ نیا جاری نہ فرمایا۔ اگرچہ امام صاحب نے کئی علوم اہلبیت سے حاصل کئے مگر آپ کے فقہ واجتہاد کی بنا زیادہ تر مرویات وتحقیقات حضرت حماد پر تھے اور حضرت حماد کی تحقیقات وتصدیقات کی بنیاد اکثر مرویات حضرت عبداللہ ابن مسعود وانس بن مالک وغیرہ پر تھے بعد از انتقال حضرت حماد اُن کے صاحبزادہ صاحب کو مسند پر بٹھایا گیا مگر اُن کی عدم توجہی سے کام بہت سُست پڑگیا پھر موسی بن کثیر خاص شاگرد حماد صاحب کے جانشین مقرر ہوئے پھر جب وہ بھی حج کو چلے گئے تو چونکہ یہ تاج کرامت وخلعت شرافت خدا نے آپ کو ہی عطا کرنا تہا اسلئے لوگوں نے بالاتفاق حضرت امام اعظم رح کو مسند پر بٹھایا۔ تیس برس تک آپنے تعلیم وتدریس دیکر ہزارہا بلکہ لاکہہا اشخاص کو مستفید فرمایا۔ خصوصاً ملک عراق پر آپکا بہت اثر تہا آپکی عزت وعظمت اور رعب وہیبت اس حد تک خاص وعام پر تھی کہ سلاطین کو ہر وقت اندیشہ لگا رہتا تہا زہد وتقویٰ میں آپ ضرب المثل تھے۔ بے ریائی اور مصلحت وحکمت اور اظہار حق مین آپ بےنظیر تھے چنانچہ چند حکایات تمثیلاً ناظرین کے پیش کرتے ہین :-

حکائت اوّل

ایکدفعہ بادشاہ منصور نے (جو آپکا سخت دشمن تہا) امام صاحب کو بلوا کر کہا کہ سنا ہے آپ قلم بہت عمدہ بناتے ہیں ایک چاقو اور نے کا ٹکڑہ دیکر کہا ایک قلم بناؤ۔ آپنے نہائت عمدہ قلم بنا کر دی منصور بہت خوش ہُوا۔ منصور چونکہ اُسوقت بر سر اجلاس تہا اُسی قلم سے کچھ لکھنے لگا۔ امام صاحب نے پوچھا۔ کیا کرنے لگے منصور

نے کہا کہ احکام عدالت لکہتا ہون آپنے فرمایا یہ قلم مجھے بتانا۔ منصور نے قلم دیدی۔ حضرت امامؒ نے اسی کے روبرو وہ قلم توڑدی منصور نے غصہ مین سُرخ رنگ ہوکر کہاکہ یہ کیا کیا۔ امام نے فرمایا۔ ابوحنیفہ کا قلم اور تیر اظلم یہ دونو ہرگز جمع نہ ہون گے منصور رنجیدہ ہوکر خاموش ہوگیا۔

حکایت دُوم (۲)

ایکدن اوسے منصور نے امام صاحب کو بلاکر فرمایا کہ تمکو قاضی شہر بنانا چاہتا ہون آپ نے فرمایا کہ مین اس قابل نہیں۔ منصور نے کہاکہ تم جہوٹ کہتے ہو۔ امام صاحب نے فرمایا۔ بس فیصلہ ہی ہوگیا جب میں آپکے روبرو جہوٹا ثابت ہوگیا تو آپ کے نزدیک قاضی بننے کے قابل نہ رہا کیونکہ جہوٹا قاضی نہیں بن سکتا۔ منصور لاجواب ہوگیا (خطیب بغدادی)

حکایت سیوم (۳)

ایک بارپھر منصور نے امام صاحب کو بلاکر کہاکہ تم قاضی بن جاؤ آپنے فرمایا نہیں منصور نے کہا خدا کی قسم تمکو قاضی بناؤں گا آپنے فرمایا واللہ کبھی نہ بنونگا۔ پہر منصور نے قسم کہائی پھر امام صاحب نے قسم کھائی۔ اسپر ایک شخص ربیع دربانی نے کہا کہ ابوحنیفہ کیا دیکھتے نہیں کہ امیرالمؤمنین قسم کہاتا ہے امام صاحب نے فرمایا کہ امیرالمؤمنین مجھسے زیادہ قسم کا کفارہ دینے پر قادر ہیں (میزان)

حکایت چہارم

ایک دن منصور نے دس ہزار درم ہدیۃً آپ کیطرف روانہ کئے آپنے رکہکر اپنے صاحبزادے کو فرمایا کہ امانت رکہہ اگر میں مرگیا تو امیر کو واپس کردینا۔

حکائت پنجم

امام صاحب کا ایک رافضی ہمسایہ تہا دو اسکے خچر تھے۔ ایک خچر کا نام اُس نے ابوبکر رکہا تہا دوسرے کا عمر

اتفاقاً ایک خچر نے رافضی کو ایسی لات ماری کہ وہ مردود مر گیا۔ امام صاحب نے یہ خبر سنکر فرمایا کہ جسنے لات ماری وہ عمر کا نام ہوگا جب معلوم کیا تو فی الواقع عمر نام والے نے ہی اوسکو واصل جہنم کیا تھا ؛

حکایت ششم

کسی نے امام صاحبؒ سے پوچھا کہ کیا حال ہے اُس کا جو یوں کہے کہ مجھے نہ بہشت کی تمنا نہ دوزخ کا ڈر نہ خدا سے خوف ۔ مردار کہاتا ہوں ۔ بلا قرأت وسجدہ نماز پڑہتا ہوں ۔ بن دیکھے گواہی دیتا ہوں فتنہ کو دوست رکھتا ہوں ۔ امر حق سے نفرت ۔ سب علمائ نے کہا کہ ایسے شخص کا معاملہ نہایت مشکل ہے امام اعظم نے فرمایا ۔ کچھ مشکل نہیں بلکہ بہت سہل ہے پوچھا کس طرح ؟ فرمایا امامؒ نے کہ اُس کو جنت و دوزخ کا خیال نہیں صرف خداہی کی محبت ہے خوراک اسکی ماہی و ملخ ہے نماز جنازہ یا ذکر قلبی پڑہتا ہے بن دیکھے خدا کی گواہی دیتا ہے ۔ موت سے نفرت ہے مال و اولاد کو محبت کرتا ہے ۔ سائل بہت خوش ہؤا اور اہل علم نے آپکا نہایت ہی اکرام واحترام کیا (مناقب کروری)

حکایت ہفتم

ایک دن امام باقر و امام جعفر صادق نے فرمایا ہمنے سُنا ہے کہ ابو حنیفہ حدیث کے مقابل قیاس کرتا ہے آپ نے فرمایا بیٹھ جائیے ۔ کچھ عرض کرتا ہوں سُنیئے کیا مرد ضعیف ہے یا عورت ۔ کہا عورت ۔ ابو حنیفہ نے کہا کہ وراثت میں مرد کا حصہ زیادہ ہے یا عورت کا ۔ امام صادق نے فرمایا عورت کا ۔ ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر میں قیاس کرتا تو عورت کو بوجہ ضعیف ہونے کے زیادہ حصہ دیتا ۔ پہر فرمایا ابو حنیفہ نے کہ نماز افضل ہے یا روزہ ۔ امام صادق نے فرمایا کہ نماز ۔ ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر میں قیاس کرتا تو عورت کو نماز کی قضا کا حکم دیتا نہ کہ روزہ کا ۔ اسی طرح اور بھی کئی باتیں ہوئیں آخر ش امام صاحب نے ابو حنیفہ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور دعا کی ۔ (عقود الجمان)

حکایت ہشتم

ایکدفعہ ایک جماعت علماء نے کہا کہ ہمنے سنا ہے کہ ابوحنیفہ دینیات میں بہت قیاس کرتے ہیں ایسا ہی ابو جعفر منصور نے بھی کہلا بھیجا تھا۔ آپنے فرمایا کہ میں پہلے قرآن سے فیصلہ کرتا ہوں پھر حدیث سے پھر اقوال صحابہ سے پھر قیاس سے۔ اس جماعت نے جواب سنکر آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا (میزان شعرانی)

حکایت نہم

ایک شخص نے بحالت غصہ قسم کھائی اور اپنی عورت کو کہا کہ جبتک تو مجھہ سے کلام نکرے گی میں تجھہ سے کلام نہ کروں گا عورت نے بھی غصہ میں آکر یہی کہا یعنے جبتک تم مجھہ سے کلام نہ کروگے میں ہرگز کلام نہ کرونگی بعدازاں وہ شخص نہائت حیران و پریشان ہوا امام سفیان ثوری کے پاس گیا انہوں نے کہا کہ قسم کا کفارہ ادا کرو۔ امام صاحب کے پاس گیا آپنے کہ جاؤ کچھہ کفارہ نہیں کلام کرو۔ امام سفیان نے سنا تو سخت غصہ میں آئے اور امام صاحب سے وجہ پوچھی امام رح نے فرمایا کہ شوہر کے قسمیہ الفاظ پہلے تھے بعدازاں عورت نے جب خاوند کو مخاطب کر کے کہا تو عورت کیطرف سے ابتدا ہوئی اور قسم شوہر کی ٹوٹ گئی۔ امام سفیان متحیر ہوئے اور کہا کہ یہ فہم و فراست یہ نکتہ رسی تیرا ہی حصہ ہے ؛

حکایت دہم

ایک شخص نے قسم کہائی کہ رمضان میں دوپہر کو عورت سے جماع کروں گا بعدازاں فقہاء سے دریافت کیا تو کچھہ جواب نہ پایا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ رمضان میں ہمراہ عورت کو لیجا کر سفر کرو۔ بحالت سفر عورت سے ہمبستر ہوجاؤ نہ گناہ ہوگا نہ کفارہ پڑیگا ؛

حکایت یازدہم

ایک بار ربیع عرض بیگی منصور بادشاہ نے بادشاہ سے کہا کہ ابوحنیفہ آپکے جدامجد ابن عباس کے خلاف فتوی

دیتے تھے ابن عباس کا فتوی ہے کہ اگر قسم کہا کر تین روز کے اندر انشاء اللہ کہدے تو وہ انشاء اللہ داخل قسم ہی ہے اور اُس قسم کا پہر کفارہ نہ رہا۔ ابو حنیفہ اس کا منکر ہے امام صاحب نے فرمایا۔ امیر المومنین ربیع کا عقیدہ ہے کہ آپکی بعیت خاص و عام کیواسطے بیہودہ ہے کیونکہ ربیع کا خیال ہیکہ جو لوگ بعیت کی وقت قسم کھاجاتے ہیں وہ گھر جاکر انشاء اللہ کہہ لیتے ہیں جس سے اُنپر کفارہ نہیں پڑتا نہ قسم ٹوٹتی ہے کیونکہ وہ قسم ہی مہمل و بیکار ہوگئی منصور نے ہنسکر کہا اے ربیع ابو حنیفہ کو نہ چھیڑ۔ کہ یہ تو آفتاب حکمت و عقل ہے اس پر کوئی فتح پا نہیں سکتا دربار برخواست ہوا باہر آنکر ربیع نے کہا آج تو آپنے میرا کام ہی تمام کر دیا تہا۔ امام صاحب نے فرمایا یہ تو تیرا ارادہ تہا مینے تو صرف اوس کی مدافعت کی تھی

حکایت دوازدہم

قاضی ابن ابی لیلے امام صاحب کا سخت مخالف تہا۔ ایکدن امام صاحب اور وہ قاضی سیر کو جارہے تھے راستہ مین کچہہ عورتین گاتے گاتے امام کو دیکہکر چپ ہوگئیں امام ابوحنیفہ نے فرمایا اَحْسَنْتُنَّ یعنے اچہا کیا تمنے بعدہٗ کسی مقدمہ مین امام صاحب شاہد تھے قاضی مذکور کے ہاں پیشی تہی۔ قاضی نے کہا گواہی نامقبول۔ آپنے اُسدن عورت گانیوالی کو کہا تہا اَحْسَنْتُنَّ۔ امام صاحب نے فرمایا کہ کیا گانے کے وقت کہا تہا یا جسوقت چُپ ہوگئی تھی۔ قاضی نے کہا جب چپ تہی۔ آپنے فرمایا بس مطلب صاف یہ تہا کہ تمہاری خاموشی بہتر ہے۔ قاضی صاحب سخت لاجواب ہوئے اور گواہی قبول کی (اشباہ و مناقب کروری)

حکایت سیزدہم

ایکدن چند خارجی کوفہ کے امام صاحب کے پاس آئے اور کہا کہ توبہ کرو۔ ورنہ قتل کئے جاؤگے آپنے فرمایا کسی امر کی توبہ۔ انہون نے کہا کہ تمہارا عقیدہ ہیکہ علی اور معاویہ مین بوقت تنازع ابو موسےٰ اشعری کو ثالث مقرر کیا تہا۔ اگر علی حق پر تہا تو ثالث کے کیا معنے۔ آپنے فرمایا۔ کہ قتل کی دہمکی تو امر دیگر ہے اگر اظہار حق مطلوب ہے بات کرتا ہون۔ اُن میں ایک شخص ضحاک نام جلیل القدر فاضل تہا۔ اُسنے کہا ہی تو مطلوب ہے آپنے فرمایا کہ اگر ہماری گفتگو طول پکڑ گئی اور فیصلہ ناطق کچہہ نہ ہُوا تو کیا کرنا چاہئے ضحاک نے کہا کہ ہم ہردو ایک ثالث مقرر کرینگے چنانچہ ضحاک نے اپنے ساتھیون میں سے

ایک کو ثالث بنا لیا۔ امام صاحب نے فرمایا۔ بس یہی علی نے کیا تہا۔ پھر تم کو کس بات کا رنج یا تنازع مقصود ہے ضحاک اور اسکی جماعت لاجواب ہوگئی ؎

حکایت چہاردہم

ایک شیعہ ایسا متعصب تہا کہ وہ ہر وقت کہتا تہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہودی تھے امام صاحب نے ایک اُسکو موقعہ پاکر فرمایا کہ تم اگر اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہتے ہو تو ایک شخص نہائت شریف نسب۔ پرہیزگار۔ حافظ قرآن۔ عابد و زاہد و متمول ہے اُس نے کہا ہر امام صاحب نے کہا مگر وہ اندر سے یہودی ہے وہ شیعہ رنجیدہ ہوکر بولا افسوس تم امام المسلمین ہوکر میری لڑکی کی نسبت یہودی سے کرنا چاہتے ہو۔ امام صاحب نے فرمایا کہ جب بقول تمہارے پیغمبر علیہ السلام نے اپنی دختر کی شادی ایک یہودی سے کردی ہے تو تمکو کیا حرج یا نقص ہے اُس شیعہ نے فوراً ہی توبہ کی ؎

حکایت پانزدہم

امام صاحب اہل کشف تھے جیسا کہ میزان شعرانی میں ہے چنانچہ ایکدن ایک عورت آئی اور امام صاحب مجمع علماء مین بیٹھے تھے وہ عورت ایک سیب لائی جسکا آدھا حصہ سُرخ آدھا سفید تہا۔ امام صاحب کے روبرو رکھکر چُپ چاپ مجلس سے چلی گئی نہ کسی سے کچھ ذکر کیا۔ نہ زبانی خود کچھ کہا۔ نہ کسی کو خبر ہے کہ یہ سیب کیسا ہے وہ عورت دُور ہٹ کر کھڑی رہی امام صاحب نے اُسی سیب کے دو ٹکڑے کرکے آدہا سُرخ آدہا سفید الگ الگ اُسی عورت کو دیدیا وہ چُپ چاپ چلی گئی اہل مجلس نہایت حیران تھے آپکے ایک شاگرد رشید نے عرض کی یہ ہماری عقل مین نہ آیا کہ وہ عورت ایک سیب لائی اور بلا تفتیش آپنے وہ سیب دو ٹکڑے کرکے دیدیا وہ خاموش چلی گئی آپنے فرمایا کہ یہ عورت مسئلہ پوچھتی تھی کہ عورت حیض سے کب پاک ہوتی ہے مینے سیب کے سُرخ و سفید الگ کرکے دیدیا جس سے یہ مقصود ہے کہ جب خون بند ہوجاوے سفیدی نمودار ہو تو بس پاک ہے (نزہت المجالس اور روض الفائق)

حکایت شانزدہم

ایک شخص آیا اور امام صاحب سے پوچھا۔ کیا دو واؤں کے ساتھ یا ایک واؤ کے ساتھ۔ امام صاحب نے فرمایا۔ دو واؤں کے ساتھ۔ وہ چلا اور جاتے وقت کہا خدا تمکو برکت دیوے لا اور لا میں۔ اہل مجلس نہائت حیران ہوئے دریافت کیا تو امام صاحب نے فرمایا کہ اس شخص نے مسئلہ پوچھا کہ تشہد ابن مسعودؓ والا جسمیں دو واؤں ہین پڑھوں یا ابوموسیٰ اشعری

ؔ التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبات

کا تشہد جسمین ایک دانہ ہے پڑہوں مینے جواب دیا کہ دو وائوں والا پھر اُس نے دُعا دی جسمیں لا اور لا مین اس آیت کیطرف اشارہ کیا لا شرقیۃ ولا غربیۃ (فتاوی سراجیہ وخزانۃ الروایات)

حکایت ہفدہم

ایک بار سفر حج مین امام صاحب کو پانی کی ضرورت پڑی ایک بدو سے پانی مانگا اوسنے ایک مشکیزہ کا پانچ درہم مانگے آپنے اُس سے خرید لیا۔ امام صاحب کے پاس ستو تھے اس بدو کو کہا کہ ستو کہانا پسند کرتے ہو اُس نے کہا۔ ہاں۔ آپنے اُسکے سامنے ستو رکھدیئے۔ اُس نے خوب پیٹ بھر لیا جب اُسکو پیاس لگی تو امام صاحب سے پانی مانگا آپنے فرمایا مینے تو خریدا ہے غرضیکہ امام صاحب کو جسقدر ضرورت تھی اُس قدر خرچ کر کے باقی اُسی بدو کو پانچ درم پر واپس دیدیا (اشباہ وغیرہ)

حکایت ہشدہم

ایک دفعہ رومی نصاریٰ نے کمیٹی کر کے تین سوال تیار کئے اور امیر المومنین کے دربار میں لغرض جواب کسی عالم کے ہاتھ روانہ کئے اور جواب دہندہ کیواسطے ایک معقول رقم انعامی بھی ساتھ بھیجی خلیفۃ المسلمین نے علماء کو جمع کر کے جواب طلب کیا وہ جماعۃ علماء چونکہ محض عالم الفاظ پرست تھی فقہ واجتہاد سے کچھ حصہ نہ تہا خاموش ہو گئے امام صاحب کی تعلیم کا ابتدا تہا آپ نے کہا اگر اجازت ہو تو میں جواب دوں آپکے والد نے امیر المومنین سے اجازت دلوائی۔ سائل منبر پر تہا امام صاحب نے پوچہا کہ تو سائل ہے اُس نے کہا ہاں۔ آپنے فرمایا سائل کا کام اونچا منبر پر بیٹھنے کا نہیں نیچے آکر پوچھ وہ اتر آیا۔ امام صاحب منبر پر چڑھے اور فرمایا کیا پوچھتے ہو۔ سائل نے کہا کہ خدا کے پہلے کیا چیز تھی امام صاحب نے فرمایا گنتی جانتے ہو اُس نے کہا۔ ہاں۔ آپنے فرمایا ایک سے پہلے کیا تہا سائل نے کہا کچھ نہیں۔ آپنے فرمایا کہ مجازی شمار میں ایک سے پہلے کچھ نہیں تو واحد حقیقی سے پہلے کیا ہو سکتا ہے۔ پہر سائل نے کہا کہ خدا کا منہہ کسطرف ہے آپنے فرمایا کہ چراغ کا نور کس طرف ہے سائل نے کہا یہ تو روشنی ہر طرف برابر ہے آپنے فرمایا کہ خدا تو حقیقی نور ہے وہ ہر طرف کیوں نہ ہو۔ پہر سائل نے کہا کہ خدا کیا کام کرتا ہے امام صاحب نے فرمایا کہ خدا یہ کام کرتا ہے کہ تیرے جیسے کو کرسی سے اتار دیا اور میرے جیسے کو بٹھا دیا (خطیب خوارزمی)

حکایت نوزدہم

ایک جگہ علماء کوفہ مثل شریک۔ سفیان ثوری۔ قاضی ابن لیلی وغیرہ جمع تھے امام صاحب بھی موجود تھے مسئلہ زیر بحث یہ تہا کہ ایک سانپ کسی پر چڑہا ہوا تھے

لہ التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبات ؎ یعنی خدا تمکو شرق و مغرب میں بابرکت و روشن کرے

دوسرے پر پھینکدیا دوسرے نے تیسرے پر علی ہذا کئی اشخاص کے بعد آخری پر جب سانپ گرا تو وہ شخص سانپ کے کاٹنے سے مرگیا۔ اب دیت کس پر ہے کسی نے کہا کہ سب پر کسی نے کہا پہلے پر۔ امام صاحب نے تبسم فرماکر کہا کہ پہلے نے جب دوسرے پر پھینکا تو وہ بچگیا تو پہلا دیت سے بری ہوگیا علےٰ ہذا سارے بچتے گئے اور بری ہوتے گئے اب رہا آخری شخص۔ سو اگر سانپ نے گرتے ہی کاٹا تو اُسپر دیت ہے اگر دیر کے بعد کاٹا تو یہ متوفی کی اپنی غلطی ہے اُسنے اپنا بچاؤ کیوں نہ کرلیا۔

حکایت بستم

ایک دفعہ خلیفہ منصور نے خواب مین ملک الموت کو دیکھا اور اپنی عمر دریافت کی اونے پانچ انگلیان دکھائیں علماء تعبیر دان سے تعبیر پوچھی سب خاموش ہوگئے آخرش امام صاحب سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ پانچ انگشت سے اس آیۃ کی طرف اشارہ ہے اِنّ اللہ عندہٗ علم الساعۃ الایۃ یعنے پانچ۱؎ چیزون کا علم کسی کو نہین۔ منصور چپ ہوگیا۔ منصور اگرچہ بلحاظ امور سیاست اور پولٹیکل رفتار سے آپ کا دشمن تہا کیونکہ امام صاحب کا اثر و رعب عام تہا خلقت کا ہر وقت ہجوم رہتا۔ اسی بد اندیشہ سے امام ابوحنیفہ کو قید بہی کیا تہا مگر امام صاحب کا دل سے ادب کرتا اور خاطر تواضع سے پیش آتا اور مناظروں مین آپکو قصداً و اشتیاقاً شریک کرتا بلکہ جس مناظرہ مین امام صاحب تشریف نہ لاتے تو منصور کہتا کہ آج کا مناظرہ بے نمک رہا ؛

حکایت بست و یکم

منصور چونکہ خود خلاف رہتا اسوجہ سے اُسکے بعض خوشامدی ہمنشین بھی کئی دفعہ مخالفت کرتے آپکی بیریائی و حق گوئی کی وجہ سے قاضی ابن ابی لیلے بھی کشیدہ خاطر رہتا۔ قاضی مذکور ۳۳ برس تک قضارت پر متعین رہا۔ ایکبار یہی قاضی بعد از برخاست عدالت کہیں جارہا تہا۔ راستہ میں ایک عورت نے کسی شخص کو یوں کہا یا ابن الزانیتین یعنے اے زانی زانیہ کے بیٹے۔ قاضی صاحب سُنکر واپس لوٹے اور عورت مذکورہ کو بلاکر دو حدین لگائیں اور مسجد میں حد لگوائی۔ امام صاحب نے فرمایا۔ کہ قاضی صاحب نے اسمیں کئی غلطیاں کیں ایک تو اجلاس قضارت موتوف کرکے سر نو اسی وقت منعقد کرنا آئین عدالت کے خلاف ہے دوسرا ایک ہی لفظ پر دو حدیں لگائیں حالانکہ ایک ہی مناسب تھی۔ تیسرا اگر دو حدیں لگانی تھیں تو متفرق طور پر لگواتے تاکہ پہلے زخموں پر اور زخم

۱؎ قیامت۔ حمل۔ بارش۔ مرنا۔ آئندہ واقعہ

نہ ہوتے زیادہ تکلیف اوٹھانی نہ پڑتی - چوتھا مسجد میں حد لگانا ممنوع ہے پانچواں عورت کو بٹھا کر حد ماری جاتی تھی نہ کہ کھڑے ہو کر - چھٹا جبکہ کوئی مدعی نہ تھا تو پھر قاضی صاحب کو خود ہی سب کچھ بن بیٹھنے کا کیا حق تھا - قاضی مذکور سخت رنجیدہ ہوا اور گورنر کوفہ کے ذریعے آپکو فتویٰ دینے سے بندش کرائی +

حکایت بست و دوم

ایک دفعہ امام صاحب نے حجامت بنوائی اور حجام نے کہا کہ سفید بال چُننے سے اور بھی زیادہ سفید اُگتے ہیں آپ نے ظرافۃً فرمایا اچھا پھر سیاہ بال ہی چن ڈالا کرو - تاکہ اور سیاہ ہی زیادہ پیدا ہوں ؛

حکایت بست و سیوم

ایک دفعہ کوفہ کے کسی رئیس کے ہاں دعوت ولیمہ تھی بڑے بڑے علماء فضلاء زمانہ موجود تھے امام صاحب کا سن شباب تھا کھانے بیٹھے تو یکایک زنانہ خانہ سے شور و غل مچا - پوچھا خیر تو ہے ؟ بیان کیا گیا کہ عورتوں کی غلطی سے آج رات ایک دولہا کی زوجہ دوسری دولہا کے پاس چلی گئی اور وہ دونو بھائی تھے اور غضب اس پر یہ ہوا کہ دونوں نے اپنی اپنی زوجہ سے خلوت صحیحہ بھی کرلی اب یہ واقعہ علما کے پیش کیا گیا - امام ثوری نے حکمدیا کہ دونوں عدت گذاریں اور دونوں پر مہر عائد ہونگے بعد از عدت کے ہر دو شخص مستورات مذکورہ سے قربت کے مجاز ہیں اور اہل علم بھی موجود تھے امام صاحب کچھ غوض کرتے اور مسکراتے تھے ایک صاحب نے کہا ابوحنیفہ آپ بھی کہو - امام سفیان غصہ سے بولے کہ میں نے جو جواب دیا ہے اس سے بڑھکر اور کیا کچھ ہوگا - امام اعظم نے فرمایا - دونو لڑکے میرے روبرو لاؤ جب دونو لائے گئے تو امام صاحب نے دونو سے الگ الگ پوچھا کہ جس عورت سے تم نے شب باشی کی ہے وہ تمکو پسند اور مطلوب ہے ہر دو نے کہا کہ ہمکو وہی مطلوب ہی جس جس سے ہم نے قربت کی ہے امام صاحب نے فرمایا کہ تم دونو اپنی اپنی پہلی منکوحہ کو طلاق دیدو - چنانچہ دونوں نے طلاق دیدی پھر آپ نے ہر دو کا نکاح اُسی کی مدخولہ سے کر کے فرمایا چلے جاؤ اور فرمایا کہ پہلی صورت (سفیان والی) سے یہ صورت بہتر ہے - پہلی میں کئی طرح کی بدمزگی - نفاق - فساد - تفرقہ - ندامت وغیرہ کا اندیشہ تھا مگر اسی صورت میں ہر طرح محبت و انس و اتحاد و آرام کی امید ہے (عالمگیری)

حکائت بست و چہارم

ایک دن ایک جماعت محدثین کی امام صاحب کے پاس آئی

اور قرأۃ خلف الامام پر بحث کرنے لگے آپ نے فرمایا کہ ہر ایک کے ساتھ گفتگو کرنا فضول ہے۔ ایک شخص کو اپنی جماعت مین چنکر مختار و وکیل مقرر کرو۔ چنانچہ انہون نے ایک جید عالم کو چنکر کہا کہ اس کا تسلیم و انکار ہمکو منظور ہے امام صاحب نے فرمایا کہ جس طرح تمنے اسکے قول و فعل تسلیم و انکار کو اپنا ہی ذاتی قول و فعل مان لیا ہے اُسی طرح ہمنے بھی ایک شخص کو چنکر مختار و امام بنالیا ہے اُسکی قرأۃ کو اپنی قرأۃ سمجھتے ہیں اور مقتدی کی قرأۃ کی ضرورت نہیں سمجھتے وہ سب لوگ خاموش ہو گئے ف چنانچہ یہ مضمون صحیح حدیثون میں اسی طرح آیا ہے دیکھو معانی الآثار و موطا امام محمد۔ (روح البیان)

حکایت بست و پنجم

ایک دن آپ جامع مسجد کوفہ مین گئے تو وہان ایک جوان کو وضو کرتے دیکھا جب اُسکے غسالۂ وضو کو دیکھا تو فرمایا۔ کہ ای جوان ماں باپ کی نافرمانی سخت گناہ ہے توبہ کر پھر ایک روز اور کو وضو کرتے دیکھکر فرمایا کہ ای برخوردار زنا بدتر گناہ ہے توبہ کر۔ پھر ایک شخص کا آپنے وضو دیکھکر کہا کہ بھائی شراب سے توبہ کر۔ آپکی زبان کی تاثیر یہ کہ تینون نے توبہ کی۔ پھر ایکدن آپنے دُعا مانگی کہ خدایا یہ کشف دُور فرما۔ کیونکہ اس مین لوگون کے عیوب پر نظر پڑتی ہے اس سے معلوم ہُوا کہ امام صاحب کو علم باطن تھا (میزان شعرانی وغیرہ)

حکایت بست و ششم

قاضی ابو یوسف کے والد فوت ہو گئے اور یہ نابالغ تھے والدہ نے آپکو پیشہ گاذری سیکھنے بھیجا۔ ابو یوسف دھوبی کو چھوڑکر امام اعظم رح کے حلقہ درس میں آبیٹھے علم سیکھتے۔ ابو یوسف کی والدہ وہان سے اُٹھا کر گاذر کے پاس چھوڑ آتی۔ امام صاحب ابو یوسف کو ذکی و ذہین سمجھکر بار بار تلاش کرکے بلوالیتے ایک روز والدۂ ابو یوسف نے حضرت ابو حنیفہ کے پاس غصہ مین آنکر کہا کہ مین تو اس بچہ کو چرخہ کات کر پالتی ہوں اور یہ بھاگ کر تیرے پاس آتا ہے امام صاحب نے فرمایا۔ اماں جان! یہ لڑکا کسی دن روغن پستہ اور فالودہ کھائیگا وہ غصہ سے بولی تو تو بڈھا ہے تیری عقل بھی گئی۔ خدا کی شان ایک مدت کے بعد ایک دن قاضی ابو یوسف کو بادشاہ ہارون الرشید کے ساتھ دعوت کھانیکا اتفاق ہُوا۔ دستر خوان پر فالودہ روغنی پستہ سے تیار کردہ قاضی صاحب کے روبرو رکھکر ہارون نے کہا ایسا نفیس کھانا ہر روز نہیں آتا۔ قاضی صاحب نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ ہارون نے کہا

لہ نماز میں امام کے پیچھے قرآن پڑھنا+

کہ یہ فالودہ روغن پستہ سے بنایا گیا ہے آپکو امام اعظم رضی اللہ عنہ کی پیشگوئی یاد آئی اور بیساختہ ہنسی آئی غرضیکہ اس قسم کی صدہا نہیں ہزارہا واقعات ہیں جس سے امام اعظم کی ذکاوت فطانت و علمی صداقت و باطنی صلاحیت کا ثبوت ملتا ہے (خطیب بغدادی)

امام صاحب کی وفات شریف

آپکو منصور عباسی کی تحریک سے زہر کھلایا گیا۔ صاحب خیرات الحسان نے لکھا ہے کہ آپ نے مورخہ ۱۵ شعبان ۱۵۰ھ میں بحالت سجدہ وفات پائی اور آپکا مادہ تاریخ نیک بخش ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم ارض عن الحنیفۃ واھلبیتہ واتباعہ اجمعین آپ کی وفات قید خانہ شاہی میں ہوئی (تہذیب الاسماء دمیزان) بعض کے نزدیک قید خانہ سے باہر (تذکرۃ الحفاظ) آپکو غسل حسن بن عمارہ نے دیا (ابن خلکان) آپ پر نماز جنازہ چھ بار پڑھی گئی پہلی بار پچاس ہزار آدمی تھے آخری دفعہ آپکے صاحبزادہ حماد نے پڑہائی منصور لالقی نے قبر پر نماز جنازہ پڑھی (مفتاح السعادۃ) عمر شریف آپکی بقول صحیح ستر برس تھی قبر شریف آپکی موضع خیزران علاقہ شہر بغداد میں حسب الحکم شاہ الپ ارسلان محمد سلجوقی ۴۵۹ھ میں بدست ابوسعید محمد بن منصور خوارزمی امام صاحب کی قبر مقدس پر قبہ عمدہ پختہ بنایا گیا اور وہاں پر ایک عظیم الشان مدرسہ دینیہ بھی کھولا گیا (ابن خلکان) آپ کی وفات کے بعد تمام علماء و امراء بلکہ منصور بھی سخت افسوس کرتا منصور کمبخت سادات کا سخت دشمن تھا اور امام صاحب سادات کے از حد محب و معتقد تھے اسلئے منصور دہی کاوش دل میں رکھکر امام صاحب کو قاضی شہر و ملک بنانے پر مجبور کرتا حضرت امام باربار انکار کرتے آخرش اس نے اسی حیلہ و ذریعہ سے قید کرکے زہر دلوایا منصور نے اسی وجہ سے کوفہ چھوڑ کر بغداد کو دارالخلافہ بنایا کیونکہ اسکو یقین تہا کہ اہل کوفہ صرف سادات کو ہی مستحق خلافت سمجھتے اور امام صاحب کے والد صاحب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حاشیہ نشین تھے۔ اور امام صاحب خود بھی امام باقر امام جعفر رض کے شاگرد فی الحقیقت تھے اور بعض سادات نے جو منصور کیساتھ مقابلہ کیا تو امام اعظم نے بارہ ہزار دینار سرخ سے سادات کی امداد کی۔ اور کوفہ وغیرہ میں حضرت امام نے اہلبیت کے فضائل سنا کر لوگوں کو زید بن علی کی طرف قائم کیا تہا ایسی ایسی حالات منصور کے جگر کو پاش پاش کر رہے تھے اسلئے جبتک اس نے امام اعظم کو شہید نہ کرایا۔ تب تک اس کو

آرام نہ آیا (شرح تجرید)

آپکی قبر مبارک پر ہزارہا لوگ فاتحہ خوانی کو آتی جاتی ہے آپ کی قبر پر دُعا قبول ہوتی ہے لوگوں کی حاجات پوری ہوتی ہیں بڑی دہوم دہام سے ۲ شعبان کو ہمیشہ عرس شریف ہوتا ہے ہر طرف سے علماء و صلحا آتے ہیں سب سے پہلے اسلامی دنیا مین آپ کے مرقد اقدس پر ہی درسگاہ تیار ہوئی خلیفہ تقدر باللہ کے عہد مین خاص اُسی کے حکیم یحیٰے بن عیسے خزلہ نے اپنا لاکہہ روپیہ کا کتبخانہ وقف کر کے مدرسہ کو دیدیا سلطان عبد الحمید خان نے اُس مرقد کی از سر نو تعمیر کرائی؛

آپکی اولاد

امام صاحب کی وفات کے بعد آپکی اولاد مین سے صرف ایک صاحبزادہ حماد زندہ تھے۔ باقی سب فوت ہو چکے تھے حضرت حماد اعلے درجہ کے فقیہ اور فاضل اجل تھے امام صاحب سے بھی تعلیم پائی تہی زاہد و عابد بینظیر تھے اکثر گوشہ نشین رہتے (ابن خلکان) امام صاحب کے ۲۶ سال بعد ماہ ذیقعد ۱۷۶ھ مین حضرت حماد فوت ہوئے۔ حماد کے چار بیٹے رہے عمر۔ اسمٰعیل عثمان۔ ابو حبان۔ انہین اسماعیل بڑے جلیل القدر فاضل تھے مامون رشید کے وقت عہدۂ قضاۃ پر مامور و ممتاز تھے اب بھی نعمانی خاندان دنیا مین موجود ہے

تنبیہ:۔ یہ بہی خیال رہے کہ آپکی ظاہری جسمانی اولاد موجود ہو یا نہو مگر آپکی روحانی اولاد سے تمام دنیا پُر ہے۔ اور قیامت تک رہیگی یعنے جس قدر مجتہد و فقہاء وغیرہ اہل علم دُنیا مین گذرے اور ہوں گے وہ آپ ہی کی اولاد ہیں کما قال الشافعی النّاس کلھم عیال ابی حنیفۃ فی الفقۃ (تبییض الصحیفۃ وخیرات الحسان)

آغاز جوابات تفصیل وار

دشنام اگر دہد خبیثے گر پائے کسے سگے گزیدہ	چارہ نبود بجز شنیدن سگ را نتواں عوض گزیدن

اس سے پیشتر ایک کہتری زادونے ایسے سوالات کئے تھے جنکے جوابات اہل اسلام کیطرف سے فتح المبین ونصرۃ المجتہدین ونصر المقلدین وتحقیق المسائل وغیرہ جیکہ بار بار شائع ہو چکے ہیں ایک منافق دانا پوری نے وہی سوالات اخبار اہلحدیث مین درج کر کے روسیاہی حاصل کی جنکے جوابات علماء امرتسر نے صولۃ الضرغام

وسرور المحزون وغیرہ مین دئیے اس کے بعد ایک بد طینت خبیث روح لکھنوی نے رسالہ اہل الذکر
مین وہ سوالات تحریر کردئیے جسکا کامل جواب مسلمانون کیطرف سے کتاب سیف صارم مین نہائت عمدگی سے دیا گیا
اب پھر وہی مردود سوالات بعد کرات مرات کسی نجاست کے تیلہ خباثت کے ڈہانچہ نے کئیں یہ ناپاک فرقہ امام
اعظم رض کا ایسا دشمن ہے کہ یہودی بھی ان سے کمتر ہوگئے چونکہ اکثر ادن مین نیوگی بچے ہوتے ہیں اس لئے
وہ فتنہ انگیزی ومفسدہ پردازی سے کامیابی حاصل کرتے ہیں خاصکر ہندوستان ہیں یہ دستور ہی بڑھ گیا ہے کہ
جسوقت ایک کافر کا بچہ بظاہر اسلام قبول کرلیتا ہے تو آتے ہی وہ بعض وقت ایسے آزاد فرقہ میں داخل ہوجاتا
ہے کہ جنکا باپ (روحانی) کوئی نہین ہوتا - اول تو وہ نطفۂ نجس وخبیث ہی ہوتا ہے وہ صرف چند حروف کی
پڑہنے سے یکلخت کیسے پاک ہو - اُسپر زیادہ لطف یہ کہ اُس فرقہ مرتد کی پلیدی اور بھی اوسکی امداد کرتی ہے -
پہر وہ نیوگی بچہ قلم ودوات وکاغذ لیکر اپنے بئس القرین سے پوچھتا ہے کہ بتاؤ مسلمانون مین کون کون شخص زیادہ
معظم ومکرم مانے جاتے ہیں - جواب ملتا ہے کہ سب سے زیادہ انبیا ء پھر اولیاء وشہداء وغیرہ بس فوراً سب سے پہلے وہ
امام اعظم رض کی توہین وگالیان بیان کرکے یون گوہ کھاتا ہے کہ امام اعظم سے بدتر منحوس کل اہل اسلام میں کوئی شخص
نہیں معاذ اللہ من ذالک اور مذہب حنفی سے بدتر ومخالف خدا ورسول کوئی مذہب نہین اگرچہ مسلمانوں کیطرف سے
نہائت عمدہ جوابات تحریر کئے گئے ہوں مگر وہ نطفۂ ناتحقیق ومولود رجس اپنے نیوگ کا اظہار کرنے سے باز نہین
آتا جس طرح وہ ماں کے شکم مین ہر قسم کی نیوگ کی چٹنی ومعجون چاٹتا رہا دلیا ہی وہ بعد از ولادت اپنے منہ سے ہر قسم
کا براز کرتا ہے اُس قوم سے زید مذکور بھی ہے ہمکو اس کی کچھ پروا نہیں ؏ مہ نور مے فشاند وسگ بانگ میزند
امام ہمام - اعلم واعظم - افقہ عالم - مقبول اکرم - سراج الظلم افتخار سید الانبیاء محبوب خدا حضرت ابوحنیفہ
النعمان رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کی شان اس سے برتر ہے کہ کوئی اون کی تعریف کرے دیکھو محدث قنوجی کی
اتحاف النبلاء بیان ابوحنیفہ - باقی رہا زید کا یہ قول کہ اُن کو ایک حدیث بھی نہ ملی سو اسکا مفصل جواب تو آتا ہی
مختصر یہ کہ نیوگی بچا کبھی نہ سچا اگر سچا تو وام کا بچہ - اگر امام صاحب ایسے ہی تھے تو ایک جماعت فقہاء (جنہین
حضرت امام جعفر صادق وامام ثوری ومقاتل بن حبان وحماد بن سلمہ رضی اللہ عنہم داخل تھے) نے آپکو بر سر عام فرمایا
اَنْتَ سَیِّدُ الْعُلَمَاءِ اور کہا ہم تجھ سے اپنے قصور وغیبت وبدظنی کی معافی مانگتے ہیں اور ان سب علمائے

کھڑے ہو کر آپ کے ہاتھ اور پاؤں چومے (دیکھو میزان الکبری) امام شعرانی مالکی مذہب کے۔ اب ہم زید اکذب الکاذبین اخبث الخبیثین کو دکھاتے ہیں کہ کن کن جلیل الشان عظیم المرتبہ فقہاء و محدثین نے آپ کی تعریف و مدح کتب معتبرہ میں لکھی جنمیں اکثر محدثین غیر مذاہب کے بھی ہیں

نام اُن کتب معتبرہ کے جن میں امام اعظم کے اوصاف و مدائح مرقوم ہیں

(۱) امام ذہبی نے کاشف اور عبر باخبار من غبر میں (۲) ابن خلکان شافعی نے اپنی تاریخ میں (۳) امام یافعی شافعی نے مرأۃ الجنان میں (۴) ابن عبد البر مالکی محدث نے کتاب الانتقاء میں (۵) ابن اثیر محدث شافعی نے جامع الاصول میں (۶) امام نووی شافعی نے تہذیب الاسماء میں (۷) جامع مشکوٰۃ فی اسماء الرجال میں (۸) ابو اسحٰق شافعی نے طبقات میں (۹) یوسف بن ہادی حنبلی نے تنویر الصحیفہ میں (۱۰) امام شعرانی مالکی نے میزان و یواقیت میں (۱۱) امام غزالی شافعی نے احیاء العلوم میں (۱۲) امیر ابو الحسن بن احمد قدوری نے مختصر کرخی میں (۱۳) محمد بن عبد الرحمن غزنوی نے جامع الانوار میں (۱۴) احمد بن سلیمان نے آخر کتاب الدرر میں (۱۵) شمس الدین یوسف صوفی نے جامع المضمرات شرح مختصر قدوری میں (۱۶) امام ابو عمر بن عبد البر مکی نے منیۃ المفتی میں (۱۷) شرف الدین اسماعیل مکی نے مختصر مسند میں (۱۸) ابو عبد اللہ محمد بلخی نے اپنی مسند میں (۱۹) ابو البقا احمد قرشی مکی نے مختصر مسند میں (۲۰) ابو العباس احمد نے مقدمہ میں (۲۱) عثمان بن علی شیرازی نے کتاب ایضاح لعلوم النکاح میں (۲۲) حسام الدین الصدر الشہید نے فتاوائے کبریٰ میں (۲۳) ملا علی قاری نے طبقات میں (۲۴) ابن حجر مکی شافعی محدث نے خیرات الحسان میں (۲۵) امام سیوطی محدث شافعی نے تبییض الصحیفہ میں (۲۶) امام طحاوی محدث قلائد الدرر والعقیان میں (۲۷) جار اللہ زمخشری نے رسالہ شقائق النعمان میں (۲۸) تذکرۃ الاولیاء میں حضرت عطار نے (۲۹) داتا گنج بخش لاہوری نے کشف المحجوب میں۔ اگر زیادہ تفصیل سے دیکھنا چاہو تو اقامۃ الحجۃ مولانا عبد الحی صاحب لکھنوی کا ملاحظہ کریں:۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے چند استادوں کے نام

شیخ الاسلام ابن حجر مکی محدث شافعی نے امام العالم کے استادوں کی تعداد چار ہزار لکھی ہے مگر اُن کی تفصیل میں تطویل ہے لہذا محدث جمال الدین صاحب تہذیب الکمال کی فہرست ہم لکھتے ہیں:۔

(۱) ابراہیم بن محمد فشتر (۲) اسماعیل بن عبد الملک (۳) جلبہ بن سحیم (۴) ابو ہند حارث بن عبد الرحمن ہمدانی
(۵) حسن بن عبد اللہ (۶) حکم بن عتبہ (۷) حماد بن ابی سلیمان (۸) خالد بن علقمہ (۹) ربیعہ بن ابی عبد الرحمن (۱۰)
زبید لیامی (۱۱) زیاد بن علاقہ (۱۲) سعید بن مردق ثوری (۱۳) سلمہ بن کہیل (۱۴) سماک بن حرب (۱۵) شداد بن عبد الرحمن
قشیری (۱۶) شیبان بن عبد الرحمان (۱۷) طاؤس بن کیسان (۱۸) طریف بن سفیان سعدی (۱۹) طلحہ بن عاصم
(۲۰) عاصم بن کلیب (۲۱) عامر شعبی (۲۲) عبد اللہ ابی حبیبہ (۲۳) عبد اللہ بن دینار (۲۴) عبد الرحمن بن ہرمز اعرج
(۲۵) عبد العزیز بن رفیع (۲۶) عبد الکریم بن ابی امیہ بصری (۲۷) عبد الملک بن عمر (۲۸) علی بن ثابت انصاری
(۲۹) عطاء بن ابی رباح (۳۰) عطا بن سائب (۳۱) عطیہ بن سعد عوفی (۳۲) عکرمہ مولی ابن عباس (۳۳) نافع مولا
ابن عمر (۳۴) علقمہ بن مرثد (۳۵) علی بن حسن (۳۶) عمرو بن دینار (۳۷) عون بن عبید اللہ (۳۸) قابوس بن
ابی ظبیان (۳۹) قاسم بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود (۴۰) قتادہ (۴۱) قیس بن مسلم (۴۲) محارب
بن دثار (۴۳) محمد بن زبیر حنظلی (۴۴) محمد بن سائب (۴۵) ابو جعفر محمد بن علی (۴۶) محمد بن قیس ہمدانی (۴۷)
محمد بن شہاب زہری (۴۸) محمد بن منکدر (۴۹) مکحول بن راشد (۵۰) مسلم بطین (۵۱) معین بن عبد الرحمن
(۵۲) مقسم (۵۳) منصور بن معتمر (۵۴) موسی بن ابی عائشہ (۵۵) ناصح بن عبد اللہ محلمی (۵۶) ہشام بن عروہ
(۵۷) ہشیم بن حبیب (۵۸) ولید بن ربیع فخر ذمی (۵۹) یحیی بن سعد انصاری (۶۰) یحیی بن عبد اللہ کندی۔
(۶۱) یحیی بن عبد اللہ بن جابر (۶۲) یزید بن ناصب (۶۳) یزید بن عبد الرحمن (۶۴) یونس بن عبد اللہ (۶۵)
ابو حصین اسدی (۶۶) ابو زبیر مکی (۶۷) ابو اسود الاسلمی (۶۸) ابو عون ثقفی (۶۹) ابو سعید رحمۃ اللہ علیہم
اجمعین ؛ اگر چار چار یا پانچ پانچ حدیثیں بھی امام نے سُنی ہوں تو صدہا تک پہنچتے ہیں اگر ایک ایک دو دو
ہی سہی تو بھی ستر یا ڈیڑھ سو حدیثیں نکلتی ہیں اس زید خر سیاہ کی اولاد سے پوچھو کہ جس امام العالم اور سید العالم
میں صرف ایک ہی واسطہ ہو اوسکو تو کوئی حدیث نہ ملے اور تیرا باپ لنگور جون سے نکلتے ہی محدث بنگیا
ہوگا۔ یہ کیا راز ہے۔ ہاں شاذ یوگ کے ذریعہ تمام منازل علوم طے کر لیے ہوں۔ لعنۃ اللہ علی آبائکم الاولین

دیکھو خیرات الحسان ص ۶۶ **سؤال۔ کوفہ والوں کی حدیث بے نور ہے**

اقول :- ہاں جناب لالہ جی نجس امام صاحب یہ تو فرمائیے کہ حدیث تو ہو پیغمبر کی اور ہو بے نور۔ واہ رہی بھیا۔

اوہو۔ آپکو خوب سوجھی! جناب یہ تو فرمائیے کہ یہ جو امام بخاری پر آپنے حملہ کیا ہے یہ کیا آپکی بیدینی نہیں ضرور۔ کیا حضرت امام بخاری نے اسقدر محنت شاقہ اٹھاکر کتاب اسلئے لکھی تھی کہ ایک گنگا جمنی تو مسلم یوں کہے کہ کوفہ والوں کی حدیث بے نور۔ دیکھو امام بخاری کے کوفی اور عراقی کتنے استاد اور مشائخ اور راوی ہیں +

بخاری مین کوفی راوی (١) احمد بن بشیر کوفی (٢) اسمعیل بن آبان الازدی الکوفی (٣) اسید بن زید الجمالی ابو محمد الکوفی (٤) ایوب بن عائذ الکوفی (٥) ثابت بن محمد الکوفی (٦) خالد بن مخلد القطوانی الکوفی (٧) زیاد بن عبد اللہ بن الطفیل البکائی الکوفی (٨) سلمہ بن رجاء الکوفی (٩) عباد بن یعقوب الاسدی الکوفی (١٠) عبد الحمید بن الرحمان ابو یحیی الحمانی الکوفی (١١) عبیدہ بن حمید الضبی الکوفی (١٢) منہال بن عمرو الکوفی (١٣) یحیی بن سعید الاموی الکوفی (١٤) یحییے بن سلیمان الجعفی الکوفی (١٥) ابوبکر ابن عباس الکوفی المقری۔

اور کوفہ کی آبادی حضرت عمر یا علی رضی اللہ تعالی عنہ کے وقت میں تھی جسمیں کثرت سے صحابہ کرام تھے۔ اور صحابہ کرام کی اولادیں بشیمار وہاں پر آباد ہوئیں چنانچہ ملاحظہ ہو طلائع المبدور من مطالع الدصور صفحہ ١٥٤ و ١٥٧ وغیرہ +

کہئے لاگنگا جمنی صاحب (١٥) استاذ الاستاذ امام بخاری جنکے حق میں آپ یون کہتے ہیں۔ الکوفی لایوفی۔ کیا جس قدر حدیث امام بخاری نے اُن سے لیں وہ کل حدیثیں بے نور تھیں پھر بخاری تو سب سے بڑھکر بے نور ہوئے معاذ اللہ منک ومن ذالک۔ ارے ابلیس زادہ! امام بخاری نے تیرا کیا ہرج کیا جو اوسکی کتاب پر ایسا بیجا حملہ کیا۔ (توبہ! توبہ!! توبہ!!!)

اور نواب صاحب نے کتاب طلائع البدور صفحہ ١٥٠ میں لکھا ہے کہ زمین عراق کے لوگ بہت عقلمند اور صحیح البدن اور سالم الاعضا رہیں یہ زمین اعدل ارض واصح تربت ہے طلائع المبدور من مطالع الدھور مطبوعہ بھوپال ١٢٩١ھ اور کوفہ حضرت علی نے بنایا دیکھو صہ ١٥٢

سوال:۔ امام صاحب مرجیہ تھے اور مرجیہ اسلام سے خارج ہیں۔ پس کل حنفی اسلام سے بے نصیب

جواب:۔ یہ تو علی وعثمان رض کی سنت ملگئی کیونکہ حضرت علی وعثمان کو بھی لوگ مرجیہ جانتے تھے چنانچہ

امام بخاری کے پیروں میں سے ایک شخص محارب بن دثار بھی یہی کہتے تھے دیکھو

پس حضرت علی و عثمان و ابو حنیفہ النعمان اس بات میں برابر ہوئے بلکہ اس میں حنفی بھی ملگئے سچ ہے

اَلطَّیِّبَاتُ لِلطَّیِّبِیْنَ - ہاں جناب بول الحمار صاحب اگر مرجیہ اسلام سے خارج نہیں توجسکی پیرو اُستاد

مرجیہ ہوں اُن کی نسبت یہی کچھہ ارشاد پر فساد فرماویں یعنے وہ کیا ہیں معلوم ہُوا کہ یہ جملہ احمقانہ و

عملہ ابلیسانہ بھی حضرت بخاریؒ پر ہے کیونکہ امام بخاری علیہ الرحمۃ کے کئے راوی مرجیہ تھے ؎

امام بخاریؒ کے راوی مرجیہ (۱) ایوب بن عائذ الکوفی مرجیہ تقریب (۲) سالم بن عجلان

الافطس مرجیہ تقریب صـ۸۰ (۳) قیس بن مسلح صـ۲۱۱ (۴) شبابہ بن سوار المدائنی مرجیہ صـ۱۰۷ (۵)

عبد الحمید بن الرحمان ابو یحییٰ الحمانی مرجیہ تقریب صـ۱۴۳ (۶) عمر بن ابی زاہدہ مرجیہ (۷) عمرو بن مرۃ الحملی

مرجیہ تقریب صـ۱۹۶ (۸) ورقا بن عمر مرجیہ (۹) خلاد بن یحییٰ تقریب صـ۷۰ (۱۰) بشر بن محمد سختیانی تقریب صـ۳۹

(۱۱) شعیب بن اسحاق تقریب صـ۱۰۹

اب جناب فرمائیے کہ کیا یہ سب کافر و بے ایمان تھے اور کیا بخاری کے اُستاد ایسے ہی ہونے چاہئیں

کیا بخاری کی حدیث ایک بھی معتبر ٹھہرتی ہے کیا بے ایمان سے روائت کسی محدث کے نزدیک مقبول ہے؟

کیا جسکے اُستاد بے ایمان ہوں وہ محدث معتبر و دیندار کہلا سکتا ہے! کیا وہ راوی مرجیہ ابو حنیفہ سے بڑھکر

تھے یا کمتر؛ اگر ایسے ہی شخص کی کتاب اصح الکتاب بن سکتی ہے تو ابو حنیفہ اصلح الرجال اور اکمل الفقہا کیوں

نہیں بن سکتے - افسوس تو نے امام بخاریؒ پر در پردہ کیسے کیسے سخت اتہام لگائے قاتلک اللہ یا ابن الخناس

فقہ اکبر میں قول امام اعظم رح کا دیکھو لا نقول کقول المرجیۃ الخ رسالہ الرفع والتکمیل صـ۲۳ بحوالہ تمہید لکھا

ہے کہ مرجیہ دو نوع پر ہے ایک مذموم ایک محمود الخ

سوال ۱۔ امام ابو حنیفہ شیطان کا سینگ تھا

جواب واقعی جسکی والدہ نے اپنا بدن وقف عام کیا ہو وہ اگر ایسا نہ کہے تو اور کون کہے یہ چوٹ

بھی فی الاصل امام بخاری پر ہے کیونکہ امام اعظم تو بخاری کے اُستادوں کے اُستاد یعنے دادا اُستاد ہیں پس

جسکا دادا اُستاد ایسا ہو اُس کے شاگردوں کے شاگرد رشید کیسے ہوں گے امام ابو حنیفہ کوفی ہیں اور کوفہ

حضور علیہ السلام کے وقت میں آباد تہا بلکہ فاروق اعظم یا شیر خدا نے آباد کیا اور نجد تو خاص مشہور ملک تھا

سوال :۔ ابوحنیفہ نے نہ قرآن پڑہا نہ حدیث

جواب :۔ ہاں جناب خرہندی صاحب یہ تو فرمائیے کہ امام ابوحنیفہ دوہی رکعت میں قرآن کس طرح ختم کرتے تھے (دیکھو درمختار ورد المختار وغیرہ) اگر آپکو حدیث نہ ملتی تو بادشاہ اسلام امیر المومنین منصور عباسی آپکو تمام علماء کے سر پر قاضی کیوں بناتا تہا کیا محدثین و فقہاء کثیر کے سر پر قاضی اُسکو بناتی ہیں جسکو حدیث یاد نہ ہو۔ ہاں شائد زید کا یہ مطلب ہو کہ جسطرح پیغمبر علیہ السلام نے کسی سے نہیں پڑہا یا سیکہا اسطرح امام صاحب نے بھی کسی سے نہ پڑہا نہ سیکہا۔ اگر یہ خیال ہو تو غلط ہی امام صاحب نے حضرت علی کے شاگردوں سے پڑہا اور علم حاصل کیا۔ ذرا تہذیب الکمال کا صـ۲۰۲ مصری بھی ملاحظہ ہو۔ اور امام عسقلانی کی تہذیب التہذیب بھی دیکھو

سوال ۔ ابوحنیفہ کو صرف و نحو کا علم نہ تہا آپکی فقہ بعلمی کی فقہ تھی ؛

جواب :۔ یہ بات تو آپ نے بعینہ بنارسی ٹہگوں کی سی کہی ہے۔ بہلا یہ تو فرماؤ کہ ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم نے کس مدرسے میں صرف نحو وغیرہ پڑھے تھے اگر انہوں نے نہ پڑھی تو ابوحنیفہ تابعی اُن کے ہی شاگرد تھے وہ کہاں پڑھتے ؛ بس اس بات میں امام ابوحنیفہ و خلفاء راشدین برابر ٹھہرے مگر زید کا خیال سراسر کذب ہے کیونکہ ہمنے ابوحنیفہ کے اُستادوں کی فہرست پیش کردی ہو اور آپنے بہت مقامات سے علم حاصل کیا تہا ۔ دیکھو تمہارا قبلہ کیا کہتا ہے جلب المنفعۃ صـ۶۳ اور حدیث الغاشیہ صـ۱۵۶ و صـ۲۹۶

سوال :۔ ابوحنیفہ کو علم تاریخ و تفسیر مطلق نہ تہا۔ بلکہ حجام سے بھی کمتر تھے

جواب :۔ آپ بھی تو خوب رنگ رنگیلے ہیں جتنے قسم کے نیوگی حالت میں لئے اُتنے ہی رنگ باتوں میں ہیں بھلا یہ تو فرماؤ کہ ابوحنیفہ کے وقت میں کون کون کتاب تاریخ اسلام اور کون کون تفسیر قرآن موجود تھی۔ جناب عالی ابوحنیفہ خود ہی مجمع تفسیر و تاریخ و مجمع العلم تھے دیکھو ردالمحتار و درالمختار و جامع الاصول و میزان کبرائی وغیرہ۔ آپنے حجام کی فوقیت اسلئے ظاہر فرمائی کہ آپنے بحالت حمل اسکا بھی ذائقہ اُٹھایا ہوگا۔ واہ نمک حلال۔ اپنے مرشد و پیر کی اشاعۃ السنہ جلد ۶ صـ۱۹۷ بھی ذرا ملاحظہ کرلے ؛

سوال۔ ابوحنیفہ خود ضعیف اُس کے کل استاد و شاگرد ضعیف

جواب۔ ابوحنیفہ کے اُستاد علی وعباس کے یار و شاگرد اور ابوحنیفہ کے شاگردوں کے شاگرد بخاری وغیرہ

سوال۔ ابوحنیفہ کا عقیدہ خلاف و قرآن وحدیث تھا۔ بلکہ شرک کی جڑ قائم کی

جواب سچ ہے اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ فوارہ لعنت از خود خیزد برخود ریزد۔ یہ تو وہی اعتراض ہے جیسے ابوجہل نے کہا تھا۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) لوگوں کو تو ایک خدا بتاتا ہے اور خود دو خدا کہتا ہے کیا آپ بھی کہیں اُس کے روحانی پوتے۔ نواسے تو نہیں۔ ارے دشمن خدا خدا سے ڈر۔ دیکھ تیرا بابا کتاب جلب المنفعۃ صہ۳ میں کیا لکھتا ہے افسوس تو باپ کا نہ بنا تو کس کا بنے گا۔ ع

بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

معلوم ہوتا ہے کہ شرک کی نجاست تیرے اندر اپنے آباء و اجداد خبیثہ سے وراثۃً چلی آتی ہے مطابق للمرء یقیس علی نفسہٖ اور کو بھی اپنے پر قیاس کرتا ہے ارے نطفۂ ناپاک دیکھ پیغمبر علیہ السلام نے کیا فرمایا ہے واللہ ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ولکن اخاف علیکم ان تنافسوا فیھا رواہ بخاری جلد سوم ص۹۱ مصری یعنے خدا کی قسم تمپر شرک کا خوف نہیں کرتا ہاں البتہ نفسانیت و مخالفت و مجادلہ کا ڈر ضرور ہے اور ایک حدیث میں شرک کی نفی قبل از دجال موجود ہے کما رواہ المسلم عن ابن عمر وعائشۃ یہ وہی امام العالم مجتہد اعظم ہیں جنکی نسبت حضور سرور انبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لو کان الدین عند الثریا لناله رجل من ابناء فارس۔ رواہ الطبرانی یعنے دین اگر تمام روئے زمین سے اوٹھکر آسمانوں پر ہی چلا جائے تو فارس کی اولاد میں سے ایک مرد وہاں ہی پائیگا اس قسم کی چند حدیثیں بخاری و مسلم میں بھی ہیں۔ امام جلال الدین محدث شافعی سیوطی اپنی کتاب تبییض الصحیفہ میں لکھتے ہیں ھذا الحدیث الذی رواہ الشیخان اصل یعتمد علیہ فی الاشارۃ الی ابی حنیفۃ اور امام سیوطی کے شاگرد رشید علامہ شامی یوں لکھتے ہیں:۔ ما جزم بہ شیخنا من ان ابا حنیفۃ ھو المراد من ذلک الحدیث ظاھر لا شک فیہ خلاصہ یہ کہ اُن حدیثوں سے مراد حضرت امام اعظم ہیں رضی اللہ عنہ اور امام

ابن حجر مکی اپنی کتاب خیرات الحسان فی مناقب النعمان میں لکھتے ہیں:۔ وقد جد ابحنیفة من ابناء فارس علے ما علیہ اکثرون ومن اطلع علی ما یاتی فی ھذ الکتاب من احوال ابحنیفة وکرامته واخلاقه وسیرته علم انه غنی عما ان یشھد علے افضله من موضوع

سؤال ۔ ابوحنیفہ تابعی نہ تھے

جواب لعنته اللہ علے المکذبین والکاذبین ۔ سنئے مسلمانوں کے محدثوں نے تو یوں لکھا ہے

(۱) ملا علی قاری رسالہ جواب فقال میں لکھتے ہیں:۔ فانه من بین المجتھدین مختص بکونه من التابعین دون غیرہ باتفاق العلماء المعتبرین یعنے امام ابوحنیفہ ممتاز مخصوص ہیں تابعی ہونے کی وجہ سے باتفاق علماء اور طبقات مکی میں بھی قاری صاحب یہی لکھتے ہیں:۔

(۲) امام احمد قسطلانی شافعی ارشاد الباری شرح بخاری کے باب وجوب الصلوۃ فی الثیاب میں لکھتے ہیں:۔ ومن التابعین الحسین البصری وابن سیرین والشعبی وابن المسیب وعطاء وابوحنیفه الخ

(۳) امام ذہبی شافعی کاشف میں لکھتے ہیں:۔ ابوحنیفة رای انسًا وسمع عطاء والاعرج وعکرمه الخ

(۴) امام یافعی شافعی مراۃ الجنان میں لکھتے ہیں:۔ رای انسًا وروی عن عطا وقد ادرك اربعة من الصحابة ھم انس بن مالك بالبصرة وعبد اللہ بن ابی اوفی بالکوفة وسھل بن سعد الساعدی بالمدینته وابا الطفیل عامر بن واثلة بالمکة

(۵) ذکر الخطیب فی تاریخ بغداد انه رای انس بن مالك الخ

(۶) ابن جوزی شافعی کتاب علل متناھیہ میں لکھتے ہیں قد الف الامام ابومعشر عبد الکریم ابن عبد الصمد الطبری المقری الشافعی جزء فیما رواہ ابوحنیفة عن الصحابة الخ

(۷) امام سیوطی محدث شافعی رسالہ تبییض الصحیفہ میں لکھتے ہیں کہ امام وحافظ ابن حجر عسقلانی شافعی محدث شارح بخاری سے پوچھا کہ کیا امام ابوحنیفہ تابعین سے ہیں اور کسی صحابی سے روائت کی تو جواب دیا محدث مذکور نے ۔ ادرك ابوحنیفة جماعة من الصحابة لانه ولد بالکوفة سنة ثمانین من الھجرة وبھا یومئذ عبد اللہ بن ابی اوفی فانه مات بعد ذلك وبالبصرة یومئذ انس الخ

(۸) ابن سعد نے بھی کتاب الطبقات مین بسند لاباس بہ لکھا ہے ان ابا حنیفۃ رای انسا

(۹) شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی کے فتاوی میں بھی مفصل مذکور ہے۔

(۱۰) ابن حجر مکی کتاب خیرات الحسان مین لکھتے ہیں:۔ صح کما قالہ الذہبی انہ رای انس بن مالک وہو صغیر وقال ابو حنیفۃ رایتہ مراراً وکان یخضب بالحمرۃ

(۱۱) مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی اقامۃ الحجۃ مین لکھتے ہیں:۔ وہذا الذہبی شیخ الاسلام المعتمد فی نقدہ عند الانام لو صرح وحدہ بکونہ تابعیاً لکفی قولہ راد القول المنافین فکیف وقد وافقہ امام الحفاظ ابن حجر رائس الثقات ولی العراقی وخاتمۃ الحفاظ السیوطی وعمود المورخین الیافعی وغیرہم الخ خلاصہ یہ کہ بڑی بڑی جلیل القدر محدث شافعی وغیرہ نے امام صاحب کو تابعی مانا اور جانا ہے غرضیکہ

ہمہ شیران جہاں بستۂ این سلسلہ اند + آں سگے کیست کہ بگسلد این سلسلہ را

سوال۔ ابوحنیفہ نہ مجتہد تھے نہ اُن میں شرائط اجتہاد تھے

جواب۔ بیشک کہتری چہتری ہنود کا عقیدہ یہی ہونا چاہئے ہاں یہ کہو کہ مجتہد پیدا ہوتے ہی مجتہد ہونا چاہئے یا کوئی وقت خاص بھی مقرر ہوا کرتا ہے۔ کیا جس نے صحابہ کی ملاقات کی اُن سے حدیثیں لیں۔ تابعین سے علم حاصل کیا۔ بڑے بڑے فقہا مثل قاضی ابن ابی لیلی و دیگر مجتہدوں پر گرفت کی اور ملک عرب میں سیاحت کرکے تحصیل علم کیا وہ مجتہد نہین اور ایک کہتری نطفۂ ناپاک جسکے اندر بجائے سعادت کے شقاوت ہو وہ محدث یا جو شخص دہلی سے مکہ جاکر حج کرکے از سر نو مسلمان ہو وہ شیخ الکل سید المحدثین وخاتم المحدثین بن جاوے سچ ہے الخبیثون للخبیثات

سوال۔ ابوحنیفہ سے بڑھکر مسلمانوں میں کوئی منحوس اور ذلیل نہیں گذرا

جواب:۔ آئیے جناب لالہ نحس سنگھ جی کے فضلہ صاحب۔ فتح بلاؤ۔ سنو خالصہ جی کا قطرہ کیا عو کرتا۔ نمستے جناب واہگرو جی کے پہتے کفر سے نکلے تو آپ لعنت میں پھنسے۔ سنئے اگر آپ کی مراد منحوس سے سردار ہے تو بیشک ابوحنیفہ جیسا سردار دین مسلمانوں میں نہیں گذرا چنانچہ محدثین وفقہا کا یہی عقیدہ ہے اگر منحوس سے مراد بدتر ہے تو آپ کی بات ابوجہل کے ساتھ مل گئی اُس نے بھی حضور علیہ السلام کو یہی کہا تہا۔ کہ تیرے جیسا بُرا تمام اقوام عرب میں نہیں آپ نے فرمایا صدقت ہم بھی آپکو وہی جواب دینگے مفصل قصہ مثنوی شریف میں مذکور ہے کیا ابوجہل کے ساتھ آپ کا بہت ہی اقرب رشتہ ہے کیونکہ آپ قدم بقدم اُس کے چلتے ہیں گو یا جون بدل کر بذریعہ نیوگ وہی آپ بنگئے۔ سنو میاں! ابوحنیفہ کو منحوس کہنے والا مسلمان کبھی نہ ہوگا بلکہ وہی کہے گا جو یجار یون

اور سنت صاحبان کے ذریعہ بچہ آتا ہے لہذا اگر بعد پیدائش کے اگر مسلمانوں کا لباس پہن لے تو بقول مشہور۔ ماں پر پوت پتا پر گھوڑا بسار، انہیں تو تھوڑا تھوڑا۔ ع اصل بد از خطا خطا نکند جتنے سادہوں کے پرورش یافتہ اسلام میں آئے سب کی ایک حالت ایک نقشہ ایک آواز ایک رفتار ایک گفتار عتل بعد ذلک زنیم۔ سچ فرمایا حضور علیہ السلام نے کہ مجھے دکھایا گیا ہے۔ کہ ہمارے منبروں پر بندر کودتے ہیں بعض بعض ایسے عالم ہوں گے جو ظاہری تو مولوی اور فی الاصل بندروں کے خصائل۔ زید پر یہ حدیث صادق آتی ہے+

سوال: ابوحنیفہ کے نزدیک قرآن وحدیث کی کچھ قدر ہی نہیں

جواب:۔ بیشک آپ جھوٹ بکتے ہیں لہذا جناب کو انعام ملنا ضروری ہے لعنت اللہ والملائکۃ والناس اجمعین علیک یا ابن اللعین۔ سنیئے! امام ابن حجر مکی کتاب خیرات الحسان ص۱۱ مصری میں لکھتے ہیں:۔ کہ جسوقت امام صاحب کے صاحبزادہ حضرت حماد نے صرف سورہ فاتحہ ختم کی۔ تو امام اعظم نے ایک ہزار درہم حماد کے اُستاد کی نذر کرکے فرمایا۔ لا تستحقرما علمت ولدی واللہ لوکان معنا اکثر من ذلک لدفعناہ الیک تعظیماً للقرآن یعنے آپ ہزار درہم کو بالکل کم اور قلیل وحقیر نہ خیال کریں اگر اسوقت اس سے زیادہ میرے پاس موجود ہوتا تو قرآن کی عظمت کیواسطے آپ کو دیتا ؛ اور دیکھو خیرات الحسان ص۲۶

اب سادھنی کا بچہ کھتری کا نطفہ سچا ہے یا ابن حجر محدث شافعی۔ افسوس کہ ایسے ایسے بیدین مسلمانوں کے لباس مین لوگوں کے ایمان برباد کرتے ہیں۔ خدا سب مسلمانوں کو بچائے

سؤال۔ امام صاحب کی موت وحشر

جواب:۔ کیا وجہ ہے کہ سچ سے آپ کو اس قدر نفرت ہے کہ جس قدر مسلمان کو بیٹی سے زنا کرنے سے۔ ساری عمر مین ایک بار تو سچ بول کے دیکھیں۔ ہاں آپکا قول شل لول قابل اصلاح ہے سنئے حضرت امام ابن حجر مکی محدث شافعی خیرات الحسان میں لکھتے ہیں۔ وصح انہ لما احسن بالموت سجد فمات وھو ساجد یعنے آپ کے روح مقدس عین سجدہ کی حالت میں پرواز کر گئی یہی زیادہ مقبولیت کی علامت ہے چنانچہ حدیث میں آتا ہے اقرب ما یکون العبد من ربہ و ھو ساجد (مشکوٰۃ) یعنے زیادہ قریب خدا کے وہ ہے جو سجدہ میں ہو اور یہی حالت یہی واقعہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی موت کا ہے جسوقت شمر نے شہید کرنا چاہا تو امام علیہ السلام نے فرمایا سجدہ کرنے دو۔ اب بتاؤ او غول بیابانی! کیا امام حسین علیہ السلام کا حشر کیا ہوا۔ اب چند محدثین کا حال سنو!

(۱) امام مالک کو خلیفہ منصور نے برہنہ مادر زاد یعنے بالکل ننگا کر کے اولٹا لٹکا دیا امام فرماتے۔ اللہ رسول کریم کی زمین میں شرمندہ نہ کرد۔ مجھے میرا ستر چھپانے دو مگر وہ مارتے یہانتک کہ ایک بازو کٹ گیا (وفیات الاعیان وتاریخ ابن خلدون)

(۲) امام احمد کو خلیفہ مامون نے بہت سخت مارا اور قید کیا چنانچہ آپ سخت بیمار ہوکر مرگئے (دفیات وبستان المحدثین واتحاف)

(۳) امام نسائی کو لوگوں نے اس قدر لات وگھونسہ سے مارا۔ کہ آپ کے خصتین پر ضرب شدید لگی اور آپ مرگئے (بستان المحدثین اور اتحاف النبلاء)

(۴) امام بخاری کو شاہ بخارہ نے اس قدر تکلیف دی کہ وطن چھوڑ کر بھاگ گئے یہانتک کہ حدیث کے خلاف موت کی دعا مانگی یہ تو عام اہل اللہ کی موت کا تذکرہ ہے خاص انبیاء علیہم السلام سی حضرت زکریا ویحیٰی ودیگر انبیاء کی موت کا ذکر قرآن وحدیث میں جا بجا ہے جسکی تصدیق آیۃ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ سے بخوبی واضح ہوتی اب دیکھئے سر رام داس کی ذریات اُن کے حق میں کیا کیا فتوے لگائے گی اور سنیئے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی کیا حالت بتائی گئی حضرت عمر وعثمان وعلی کو آپ جیسے حضرات نے کس بیرحمی اور بددلی سے شہید کیا حضرت زبیر وسعید ابن المسیب کو کس طرح پر مروایا گیا۔ اب تو خالصہ جی مُسلم اور بھی انند ہوکر جے بُلائینگے کیونکہ ان حادثات سے آپکی روح واتما پرسن ہوتی ہے ٭ اور اس سے عبدالوہاب نجدی کی روح بھی خوش ہوگی۔

سوال۔ امام ابوحنیفہ کی خیالات شیخ چلی سے تھی

جواب:۔ اب تو آپ نے ہنومان جی کی طرح خوب کودنا اچھلنا شروع کیا ہے ہاں یہ تو فرمائیے کہ کسی وقت میں آپ نارد بہانڈ کا سوانگ تو نہیں بھے کیونکہ یہ آپ کی کہتا تو اُن لوگوں سے ملتی جلتی ہے تب ہی تو امام عالم پر نیش زنی کیجاتی ہے ورنہ آپ کو امام اعظم سے کیا تعلق۔ یا با مسجد چہ کار۔ ایسے ہی اعتراضات آپ کے بہائی بندوں مثلاً لیکھرام آریہ اور دہرم پال اور پادری ٹہاکرداس وغیرہ نے حضور علیہ السلام پر کئے ہیں کیا آپ اُن سے بڑھ سکتے ہیں۔ شائد۔ بھلا مہادیو کے پوجنے والا کہانتک مہذب ومؤدب ہوگا۔ جس قدر لنگ کا فیض تہا وہ تو سارا آپ ہی نے لیلیا۔ اب آپ کے متعلقین کہاں سے فیض پائیں گے شائد آپ کے یہاں جُون بدلکر مہادیو ہمیشہ آتے ہیں ارے مورکہ بھروپی نو مسلم سُنیئے۔ امام صاحب! ایسے نہیں جیسے کہ تو نے خیال کرلیا ہے بلکہ بڑے بڑے ائمہ ان کے حق میں الفاظ حمیدہ ومدائح جلیلہ کہہ چکے ہیں۔

دیکھو کیا فرماتے ہیں علمار صادقین ۔ دخل ابوحنیفۃ یومًا علی المنصور فقال ھذا عالم الدنیا الیوم ۔ بادشاہ منصور عباسی نے کہا یعنے یہ تمام دنیا کا عالم ہے حضرت ابراہیم بن عکرمہ نے کہا ما رایت فی عصری کلہ و عالمًا اورع ولا ازھد ولا اعبد من الامام ابیحنیفۃ یعنے امام اعظم سے بڑھکر مینے تمام زمانہ مین کوئی زیادہ عالم اور پرہیزگار اور زاہد اور عابد نہیں دیکھا ۔ قال ابن المبارک کان ابوحنیفۃ آیۃ فی العلم یعنے امام صاحب ایک نشانی تھے علم کی ۔ دیکھو تبییض الصحیفہ صت۳ امام ابویوسف نے فرمایا ۔ انی لادعو بابی حنیفۃ قبل ابوئ یعنے میں امام صاحب کے حق مین اپنے والدین سے پہلے دُعا کرتا ہوں ۔ امام ابویوسف نے فرمایا ما رایت احدًا اعلم بتفسیر الحدیث ولا بتفسیر الحدیث من ابیحنیفۃ یعنے امام صاحب سے بڑھکر مینے کسی کو زیادہ عالم حدیث نہ دیکھا ۔ نہ حدیث دانی میں کوئی تھا ۔ ابن حجر مکی لکھتے ہیں مدح المشائخ لہ بالعلم والفقہ والورع والامانۃ اکثر من ان یحصے یعنے مشائخین نے امام صاحب کی مدح کی ساتھ علم اور فقہ و تقوی و امانت کی ۔ یہی ابن حجر خیرات الحسان میں لکھتے ہیں من زعم قلۃ اعتنائہ بالحدیث فھو لحسدہ الخ جو شخص زعم کرتا ہے کہ امام اعظم کو حدیث میں کم دخل تھا وہ حاسد ہے ۔ امام شعرانی میزان مین چاروں اماموں کے چار قبہ بنا کر بتلاتے ہیں کہ سب سے نزدیک تر قبہ ابوحنیفہ کا پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ بنایا گیا ہے ۔ بعدہٗ لکھتے ہیں کہ وما رسمت ھذہ القاب بعقلی وانما رسمتھا علے صورۃ ما رایتہ فی الجنۃ فی بعض الوقائع الخ یعنے یہ نقشہ مینے عقل سے نہیں بلکہ بہشت کو دیکھکر لکھا ہے اور یہی امام شعرانی میزان میں لکھتے ہیں وکیف یلیق بامثالنا الاعتراض علے امام عظیم اجمع الناس علی جلالتہ وعلمہ و ورعہ و زھدہ وعفتہ وعبادتہ وکثرتہ مراقبۃ للّٰہ عزوجل و دخوفہ منہ طول عمرہٖ ما ھذا واللّٰہ الا اعمی فی البصیرۃ ومن قال غیر ذالک فھو من جملۃ الجاھلین المستعصبین المنکرین الخ ایسے امام عظیم الشان پر اعتراض کرنا جسکی جلالت علمیت ۔ زہد و تقویٰ ۔ پاکیزگی و کثرت عبادت ۔ مراقبہ ۔ خائف باللہ ہونے پر کل مسلمان متفق ہیں خدا کی قسم یہ اعتراضات بجز اندھے اور جاہل اور منکر و متعصب کے اور کوئی نہ کریگا فلعنۃ اللّٰہ علی الحاسدین ابیحنیفۃ کہو پنڈت جی کون دہرم ہے شعر

پنڈت جی اب ڈوت کیوں ہیں لٹ گئی کل کمائی جی

ماتا پتا کی ایک نہ مانی بن گئے شُتھر پرشاہی جی

سوال۔ امام ابو حنیفہ کے دادا کا پتہ نہیں کہ کون تھے۔ جس سے اُن کا نسب صحیح معلوم ہو

جواب۔ آئے جناب قبلہ اہل خبیث وکعبہ اہل الخبیس بیشک آپ تو کاہن جی کے پوتے اور کنہیا کن جی کے دوہتے اصیل النسلین وصحیح النسبین ہیں آپ کی قوم میں علم انساب تو اکثر سابقہ ہوا کرتا ہے کیونکہ جنم پتری بنانا گورو گور کہہ ناتہہ کا دہندہ تو آپ کو یاد ہی ہوگا۔ اچھا یہ تو فرماؤ۔ جناب سید المرسلین اکرم الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ کہاں ہے باوجودیکہ نہائت جلیل القدر معتمدین نے نسب نامہ حضور علیہ السلام کا لکھا مگر پھر بھی بخاری نے یہ لکھدیا۔ کہ کذب النسابون الخ یعنے یہ نسب نامہ لکھنے والے کاذب ہیں پھر امام صاحب کے نسب نامہ میں اگر کسی سے غلطی ہوگئی تو غلطی ہی سہی۔ اُن کے باپ ثابت کا حضرت علیؓ کے پاس آنا تو ثابت ہے محصل المرام۔ اب اگر آپ حلال زادہ ہیں تو اپنا نسب نامہ آدم علیہ السلام تک صحیح صحیح تحریر کریں اور تاریخی واقعات سے شہادت پیش کریں مگر ہر ایک پشت میں ایک ہی ایک باپ ہو۔ ایسا نہ کریں کہ نیوگ کے ایام میں مثلاً آپ کے نانا یا دادا کے دس دس باپ ہوں تو دس میں سے صرف ایک کا نام لکھ دیں۔ ورنہ ایسا مقبول نہ ہوگا + اور یہ بھی لکھیں کہ کیا ایسے ایسے امورات کی تحقیق شرعاً واجب ہے یا نہیں۔

سوال { امام ابو حنیفہ کی پیدائش کی تاریخ سگ (۸۰ھ) اور وفات کی تاریخ بو کم جہاں پاک (۱۵۰ھ) }

جواب۔ آئیے جناب ملہ سور سنگہ جی بہادر اب تو آپ کتے کی جون میں آہی گئے تب ہی تو اپنی قوم کو یاد فرمایا۔ کیونکہ امام صاحب کی تاریخ ولادت تو نیک ۸۰ھ ہے مگر آپ اگر نطفہ نیک ہوتے۔ تو آپکو تاریخ بھی نیک ہی ملتی۔ لیکن آپ ہیں تخم سگ۔ لہذا تاریخ بھی تمہاری سگ نکلی۔ یہ بھی فرمائیے جس نے یہ تاریخ کہی ہے کیا وہ بالکل بے باپ ہے۔ یہ تو تمہاری لونڈیوں کی سی گالیاں ہیں جب ان کو بازاری لوگ چھیڑتے ہیں تو وہ نزاکت سے کہتی ہیں۔ ایں ہا بے کتے نہ چھیڑ کیا آپ بھی وہی تو نہیں۔ پھر امام اعظم رضی اللہ عنہ پر کیا غصہ۔ اُن کو بارہ صدیاں گذر گئیں انہوں نے کیا کچھ غلطی کی۔ ہاں اگر قصور ہے تو کسی ایسے ایسے کا جس نے بموقعہ بیوقت بیڈھب بے تہذیب

بنکر گجیہ آپ کو کیا یا گجیہ کہا۔ آپ تو بڑے مورّخ ثابت ہوئے۔ ہاں جہنم تیری بنانا کیا گجیہ کمال
رکھتا ہے ذرا براہ عنائت ہماری چند تاریخیں بھی سُن کر اصلاح فرمائیں سُنا گیا کہ ایک مرتد[۱] ۱۹۰۴ع
سو مر گیا۔ تاریخ وفات۔ خراخابث ۱۹۰۴ع۔ ایک اور بھی نہائت عمدہ ہے۔ بدآب پاخانۂ الخیر ۱۹۰۴ع۔
شاید وہ مُسلمانوں کی قبروں میں گاڑا گیا۔ اس لئے اسلامی تاریخ بھی چاہئے۔ ابترین پاخانہ ۱۳۲۲ھ۔
دوم شیخ الشاطینا ۱۳۲۲ھ۔ بعد اسکے ایک حرامی پیدا ہوا۔ جس کی تاریخ پیدائش یہ ہے۔ نفس ضبیثہ ۱۳۲۷ھ
دوم۔ خاص خایہ ۱۳۲۷ھ۔

حافظ قرآن وحافظ حدیث

اکثر لوگ صرف قرآن کریم بلا تفقہ و تدبر حفظ کر لیتے ہیں اور خود عالم نہیں ہوتے تو دنیا میں بجز مکتب کے اطفال یا تراویح رمضان کے کام نہیں آتے یا اموات ومقابر پر سُورہ اخلاص ولا یستوی پر مدد کرتے ہیں اور بس۔ اسی طرح حافظ الفاظ حدیث اگر عالم و فقیہہ و مجتہد نہیں تو ایک اندھے حافظ قرآن کے برابر بلکہ اُس سے کمتر درجہ پر ہے کیونکہ قرآن تو کلام الٰہی ہے اسکی تلاوت کیجاتی ہے اور حدیث کلام نبوی ہے اسکی تلاوت کوئی نہیں کرتا۔ بہر حال حافظ الحدیث کا درجہ حافظ القرآن سے کمتر ہے ہاں البتہ فقیہہ و مجتہد کا درجہ سب سے اعلیٰ وارفع ہے چنانچہ حدیث میں ہے۔ فقیہہ واحدٌ اشدُّ علی الشیطان من الف عابد۔ رواہ الترمذی ومن یرد اللّٰہ خیرًا یفقہہ فی الدین رواہ البخاری یعنے خدا جس کو بہتر بنانا چاہتا ہے اُس کو فقیہہ بناتا ہے اور ایک فقیہہ ہزار عابد سے بڑھکر غالب ہے ابلیس پر۔ اسی واسطے امام بخاری نے فقہ شریف کو ثمرۃ الحدیث فرمایا ہے یعنے حدیث کے درخت کا میوہ فقہ شریف ہے جیسے کہ باغ کوئی لگاوے پانی کوئی دے۔ حفاظت کوئی کرے۔ کوئی پتے صاف کرے۔ بعد ازاں صاحب نصیب اُس کا پھل کھاوے۔ لہٰذا امام بخاری رح نے ایک شخص کو فرمایا کہ جاؤ فقہ حاصل کرو۔ کہ حدیث کا وہی میوہ ہے دیکھو تذکرہ مقدمہ شرح بخاری امام قسطلانی شافعی۔ پس اُسی اصول کے مطابق امام صاحب تو فقیہہ و مجتہد و امام عالم امام اعظم بن گئے اور باقی بجز چند ائمہ کے سب حضرات صرف حافظ الفاظ حدیث مشہور ہوئے اب اگر کوئی جراح کی نسل جرح علے ابو حنیفہ لکھے۔ تو

---

[۱] اگر میرے روبرو پیدا ہوتا تو میں اُس کا نام سعید سنگھ رکھتا فدخل فی النار خالدین فیھا ابدًا فلعنۃ اللّٰہ علیہ واولادہٖ واحبابہٖ

اُس کا اعتبار نہیں کیونکہ وہ جراح لونڈا اب انڈے سے نکلا۔آج تک پشت در پشت نجاست کھاتا کھاتا مسلمانی بھر وپ بدل کر نمودار ہُوا۔ فلعنتہ اللہ علیہ و علی آبائہ و اجدادہ و اولادہ و احبابہ اجمعین۔آمین۔ باقی رہی سند و تحصیل حدیث کے متعلق یہ کہنا کہ امام اعظم کو ایک حدیث بھی نہ ملی۔ اس کا جواب اس کذاب اشر کو دینا ضروری نہیں کیونکہ بددین ہمیشہ ایسا کیا کرتے ہیں۔ مگر غور طلب امر ہے کہ بالفرض والمحال اگر امام صاحب نے ایک حدیث بھی نہ ملی تو اُس کی وجہ کیا ہے غالباً یہ وجہ ہے کہ امام صاحب نے کمال فطانت و کیاست سے دیکھا کہ حضور ؐ نے فرمایا ہے۔ لا تکتبوا عنی غیر القرآن و من کتب فلیمحہ اور دیکھو تذکرۃ الحفاظ امام ذہبی کی جلد اول صہ و ۶ و ۷ اور اسی اصول کے مطابق نہ حضرت ابو بکر صدیق نے کتب حدیث لکھی نہ عمر فاروق ؓ نے نہ عثمان ؓ و علی ؓ نے نہ ائمہ اہلبیت نے کوئی کتاب حدیث کی لکھی اُن سے بکثرت احادیث مروی ہیں بلکہ جسقدر ابو ہریرہ و عائشہ و انس بن مالک وغیرہ سے احادیث مروی ہیں اس قدر حضرات خلفاء راشدین سے مروی نہیں تو اس سے زیادہ کوئی جاہل نہیں سمجھ سکتا کہ بوجہ کثرت احادیث کے ابو ہریرہ کو خلفاء راشدین پر فوقیت و افضلیت ہو یا ابو ہریرہ بھی خلفاء راشدین کی طرح مجتہد و امام مانے جائیں۔ پس حضرت امام صاحب کا احادیث کی کثرت سند کہنا دیگر محدثین کی فضیلت کا موجب نہ ہوگا۔ اگر کثرت تالیفات ہی باعث افضلیت ہوں تو پھر امام غزالی و امام سیوطی بلکہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بھی امام بخاری سے افضل و ارفع ہو گئے کیونکہ جس قدر ان محدثین کی کتابیں ہیں اس سے بہت کمتر امام بخاری کی تالیف ہیں۔ ایسا ہی جب امام صاحب نے دیکھا کہ صدہا لوگ جھوٹے حدیثیں تیار کرتے ہیں اور محض حدیثیں بظاہر چند شروط مقرر کر کے قبول کرتے جاتے ہیں۔ اس سے نہائت ہی دین میں فتور و قصور واقع ہوگا۔ (چنانچہ ایسا ہی ہُوا) پس امام صاحب نے وہ وہ شرطیں حدیث کی قبولیت و صحت کیلئے قائم کیں جس سے واضعین حدیث و کاذبین اخبار کے بول خطا ہو گئے اور جس طرح صرّاف کے روبرو کھوٹا روپیہ آنا ممکن نہیں (اگر آیا تو پھینکدیا) اسیطرح جھوٹے محدث اُن کے نام سے مفرور ہو گئے اور وہی حدیثیں دیگر محدثین کو (جو غیر فقیہ تھے) دیدیں اور اُنہوں نے قبول کرلیں جسکا نتیجہ آج ظاہر ہے کہ ۷۲ فرقے اور چار مصلے قائم ہیں۔ الغرض جسطرح خلفاء راشدین و دیگر اکابرین نے کتب حدیث نویسی سے احتراز کیا۔ اسی طرح امام صاحب نے بھی بہت احتیاط کی۔ یہی وجہ ہوئی کہ آپ امام اعظم کے لقب سے مشہور ہُوئے اور فہم حدیث جسقدر مجتہدین و فقہاء کو عطا کیا گیا ہے محدثین تو اُس

سے کوسوں دُور ہیں۔ چنانچہ ترمذی کو خود اقرار ہے الفقہاء اعلم بمعانی الاحادیث ۔الخ۔ اور امام صاحب کا بارہا دو دو رکعت یا ایک ایک رات میں قرآن کا ختم کرنا مروی ہے ۔ امام صاحب نے بھی دیکھا کہ قرآن میں بار بار ہے لھم قلوب لا یفقھون بھا ۔ تو اسلئے اپنے آپ کو فقہاء صادقین میں شامل کیا ۔ یہانتک کہ امام شافعی کو یُوں کہنا پڑا ۔ الفقہاء کلھم عیال ابی حنیفۃ فی الفقہ ۰ اب چند مسائل کا مختصر جواب لکھا جاتا ہے ۰

سؤال :۔ جو شخص محرمات ابدیہ مثل ماں ۔ بہن ۔ بیٹی سے نکاح کر کے صحبت کرے تو امام صاحب کے نزدیک اُس پر کسی قسم کی حد نہیں ۰

جواب :۔ پہلے ایک مقدمہ ذکر کر کے پھر صحیح مسئلہ عرض کیا جائیگا اور اس مقدمہ میں چند امُور قابل نگہداشت ہیں ۔

(۱) حد کے معنے ازروئے لغت منع وبندش کے ہیں چنانچہ دربان کو حداد کہتے ہیں اور قید خانہ کے پہرہ دار کو بھی حداد کہتے ہیں اور ازروئے اصطلاح شرع شریف حد اوس سزائے خاص کا نام ہے جو شارع علیہ السلام نے بحکم اللہ اور محض للہ کے ناجائز فعل پر بغرض انسداد و بندش معین فرمائی ہو اور اسمیں زیادتی وکمی کا اختیار واحتمال نہو جیسا کہ زانی پر سو دُرّہ اور محصن زانی پر سنگسار وغیرہ ۔ اور تعزیر اُس سزا کا نام ہے جس میں کمی وزیادتی ممکن ہے اور اُس میں کمی وزیادتی امام کی رائے پر موقوف ہے چنانچہ نصاب العزیز میں لکھا ہے والفرق بینہ وبین الحد علی ما فی فتاوی نصاب الاحتساب ان الحد مقدر والتعزیر مفوض الی رای الامام وان الحد یدرأ بالشبھات والتعزیر یجب مع الشبھات اور عمدۃ الرعایت میں ہے ای لھا مقدار خاص واحترز بہ عن التعزیر فانہ لیس بمقدار شرعًا فقد یکون بالضرب وبالحبس وبالنفس وبغیر ذلک حسبما یراہ الامام الخ ۔ پس ثابت ہوا کہ حد اور تعزیر میں فرق بین ہے ۔ حد شبہ سے دُور ہوتی ہے اور تعزیر شبہ سے واجب ہوتی ہے ۔ اور ضرب ۔ قتل ۔ حبس وغیرہ تعزیر میں داخل ہے اور امام وقت وقاضی کی رائے پر موقوف ہے ۰

(۲) زنا کے معنے یہ ہیں کہ انسان ایسی عورت سے صحبت کرے کہ جسپر اسکا کوئی حق شرعی نہیں یا شبہ ملک بھی نہو ۔ مرد مکلف ہو ۔ اور حرمت کا علم بھی اُسکو ہو ۔ چنانچہ ہدایہ شریف میں ہے :۔ الوطی الموجب للحد ھو الزنا وانہ فی عرف الشرع واللسان وطی الرجل فی القبل فی غیر الملک وشبہہ الملک الخ تنویر الابصار میں ہے وطی وھو ادخال قدر الحشفۃ من ذکر مکلف ناطق

طالع فی قبل مشتہاة خال عن ملک وشبہة فی دار الاسلام او دار العدل او تمکینہ من ذلک او تمکینہا الخ اور ایسا ہی ہے رد المحتار جلد سیوم مین بصفحہ ۲۲۱ - پس اس تعریف سے چند افراد مثلاً دیوانہ - نابالغ - نائم - بیہوشی - حرمت سے بیخبر - مشکوک فیہ خارج ہو گئے ÷

(۳) شبہ کی چند اقسام ہیں - ایک تو شبہ بالفعل ہے جسکو شبہة الاشتباہ بھی کہتے ہیں - اوس کی یہ صورت ہے کہ کسی شخص پر حلت و حرمت اپنے دلی خیالات سے مشتبہ ہو جاوے - مثلاً ایک شخص نے حلت کی دلیل کو حرمت پر منطبق کیا حالانکہ واقع میں وہ اس فعل کی حلت کی دلیل نہ تھی چنانچہ اپنی زوجہ کی لونڈی کے ساتھہ یا باپ کی کنیزک کے ساتھہ جماع کیا اور خیال کرلیا کہ باپ کا مال میرے لئے حلال ہے اور منجملہ مال کے کنیزک بھی مال ہے یا منکوحہ کی لونڈی سے خدمت لینا حلال تہا اور اُس نے صحبت کو بھی خدمت ہی خیال کرلیا - تو اس سے سخت گناہگار تو ہُوا - مگر حد نہیں - ایک شبہ فی المحل اسکو شبہ حکمیہ بھی کہتے ہیں مثلاً زید نے خیال کرلیا ہے کہ حسب ارشاد نبوی (اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِيْكَ رواہ ابن ماجہ واحمد وبیہقی وطبرانی) میرے بیٹے کا کل مال میرا ہی ہے اور بیٹے کی لونڈی بھی میری ہوئی تو بوجہ جماع کے گنہگار تو ہُوا مگر حد کا مستوجب نہ ٹھہرا - ایک شبہ عقد ہے اُس میں عقد کی وجہ سے شبہ پیدا ہُوا - ورنہ فی نفسہ تو وہ فعل حرام تہا مگر عقد کرنیسے اُس میں شبہ پڑگیا - کیونکہ جماع و صحبت تو وہ بلا نکاح بھی کرسکتا تہا پھر نکاح سے کیا فائدہ ہُوا - غرض یہ ایک ایسا باریک ادق مسئلہ ہے کہ جسکو بجز مومن صادق کے سمجھہ نہیں سکتا ÷

اب اصل مسئلہ کی طرف توجہ فرمائیے

ایک وجہ تو حد نہونے کی یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں ایسے شخص پر حد نہیں لہٰذا امام صاحب چونکہ سب سے زیادہ متبع قرآن وحدیث تھے لہذا آپ نے بھی حد نہ فرمائی - چنانچہ یہہ حدیثیں اس پر دال ہیں - اول براء ابن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنے چچا سے ملا - اس حال میں کہ اوس کے ہاتہہ میں ایک ہتھیار تھا - مینے پوچھا کہ کہاں جاتے ہو - اُس نے کہا - بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی رجل نکح - امراة ابیہ من بعدہ ان اضرب عنقہ واٰخذ مالہ رواہ ابوداؤد والترمذی یعنے مجھکو حضور علیہ السلام نے ایک شخص کی طرف بھیجا ہے (جسنے اپنے باپ کی عورت کیساتھہ نکاح کیا ہے) تاکہ میں اُسکی گردن ماروں اور اُسکا مال چھین لوں (اس حدیث میں گردن مارنے اور مال لینے کا حکم ہے) دوم حدیث اخرج الحاکم عن ابن عباس قال

قال علیہ السلام من وقع علی ذات محرم فاقتلوہ رواہ ابن ماجہ حدیث سوم عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من وقع علی ذات محرم فاقتلوہ رواہ الترمذی مشکوۃ باب التعزیر یعنے جو شخص عورت محرمہ (ماں بہن وغیرہ) سے صحبت کرے تو اسکو قتل کرو۔ اسحدیث میں صرف قتل ہے۔ پس ان تینوں حدیثوں سے ثابت ہوگیا کہ شارع علیہ السلام کے نزدیک محرمات کے ساتھ صحبت کرنے سے حد نہیں ورنہ اگر حد ہوتی تو ضرور جناب حد قائم فرماتے اور قتل وضرب واخذ مال کو حد نہیں کہتے اب اور ایک بات سُنیئے کہ قتل کرنا یا مال لوٹ لینا لازمۂ زنا نہیں بلکہ لازمۂ ارتداد ہے یعنے وہ شخص جو مرتد ہوگیا تھا جیسا کہ شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی نے لمعات شرح مشکوۃ باب محرمات میں لکھا ہے کان الرجل اعتقد حلہ وانکر حکم الشریعۃ فکان مرتداً فلذالک امر بقتلہ واخذ مالہ۔ پس ثابت ہوگیا کہ امام صاحب کا فرمانا کہ اس پر حد نہیں احادیث مذکورہ کے موافق ہے۔ صورت دوم یہ کہ من تزوج بامراۃ لایحل نکاحھا میں وہ عورت بھی داخل ہے جو کہ بغیر اذن اپنے ولی کے نکاح کرے حالانکہ حدیث شریف میں اُس پر بھی حد نہیں عن عائشہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ایما امرأۃ نکحت بغیر اذن ولیھا فنکاحھا باطل فنکاحھا باطل فنکاحھا باطل فان دخل بھا فلھا المھر بما استحل من فرجھا رواہ ابو داؤد والترمذی واحمد وابن ماجہ والدارمی یعنے جس عورت نے نکاح کیا بغیر اپنے ولی کے۔ پس نکاح تو باطل ہوگیا اور مہر اُس کے ذمہ واجب الادا ہے اگر اُس نے عورت مذکورہ کی شرمگاہ سے فائدہ اوٹھایا ہے ف ایک حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی شخص بھول کر روزہ مین کھانا کھالے یا پانی پی لے تو پھر اُس کو یاد آیا کہ مجھے روزہ ہے ہٹ گیا تو نہ اُس پر قضا نہ اُس پر کفارہ۔ بلکہ فرمایا۔ اطعمہ اللہ (خدا نے اُس کو کھلایا ہے) متفق علیہ۔ یہی مقصود ہے قول صاحبین کا۔ کیونکہ اُنہوں نے حد کے واسطے علم شرط رکھا ہے + (۲) یا حلال سمجھکر نکاح کیا تو اس پر بھی حد نہیں کیونکہ حرام کو حلال جاننے سے کافر یا مرتد ہُوا تو کافر ومرتد پر حد نہیں ہوتی چنانچہ اوپر مذکور ہُوا ہے (۳) یا حرمت کا علم تو اس کو تھا مگر کوئی وجہ غلط اُس کے ذہن وخیال میں ایسے تھی کہ جس وجہ سے اُس نے نکاح کرلیا۔ تو اس پر بھی حد نہیں کیونکہ جس جگہ پر شک وشبہ وارد ہو یا کوئی صورت مشکوک موجود ہو۔ تو ان حدیثوں کی رُو سے اُس جگہ حد ساقط ہوجاتی ہے۔

حدیث اول۔ ترمذی باب ابواب الحدود مین مرفوعاً وموقوفاً حضرت عائشہ سے مروی ہے:۔ ادرؤ الحدود عن المسلمین ما استطعتم فان کان لہ مخرج فخلوا سبیلہ الحدیث یعنے جہانتک

تم سے ہو سکے مسلمانوں سے حدود ساقط کرو۔ اگر کوئی صورت حد کی سقوط کی ہو کیونکہ امام کا عفو میں خطا کرنا بہتر ہے ÷

حدیث دوم۔ ادرؤا بالشبہات (مسند امام اعظم صفحہ ۲۱۰) یعنے حدود کو ترک کرو۔ شک وشبہ کی جگہ میں۔ حدیث سوم۔ ادفعوا الحدود عن عباد اللہ ما وجدتم لہ مدفعا (ابن ماجہ باب الحدود) یعنے دور کرو خدا کے بندوں سے حدود کو جس قدر ممکن ہو تم سے دور کرنا۔ حدیث چہارم۔ عن عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ لان اعطل الحدود بالشبہات احب الی من ان اقیم بالشبہات اخرج ابن ابی شیبۃ۔ یعنے مین اگر البتہ حدود کو شک وشبہ سے ساقط کروں۔ تو میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ اس پر حد قائم کروں۔ حدیث پنجم۔ عن معاذ بن جبل وعبد اللہ بن مسعود وعقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم قالوا اذا اشتبہ علیک الحد فادرءہ۔ یعنے جس وقت تجہ پر حد مشتبہ ہو جاوے تو حد کو ترک کر دے۔ پس ان احادیث سے ثابت ہو گیا کہ جس جگہ شبہ ہو تو حدود ترک کی جاتی ہیں وجہ شبہ ظاہر ہے کہ نکاح کرنے سے مقصود اگر صحبت تھی تو یہ تو زنا میں بھی حاصل تھی نکاح کرنے سے کیا فائدہ؟ اور نکاح کا اہتمام ظاہر ہے کہ گواہوں کا موجود ہونا ضروری ہے پھر ایجاب وقبول ہونا۔ پھر مہر مقرر کرنا وغیرہ۔ اب اس اجتماع کے بعد صرف جماع ہی اگر مقصود ہوتا تو وہ تو بلا اس دردسری کے بھی ممکن تہا۔ پھر نکاح سے کونسا نفع ثابت ہوا۔ پس بہرحال اس نکاح مین کوئی نہ کوئی وجہ تھی جو شاہدوں نے بھی شہادت دیکر نکاح ثابت کیا یا وجہ ارتداد تھی۔ سو اگر وجہ مشکوک تھی تو پھر بھی حد ساقط ہو گی۔ اگر وجہ ارتداد تھی تو بھی حد لازم نہیں۔ ہاں البتہ تعزیر لازم ہے اور درمختار میں یوں لکھا ہے۔ ویکون التعزیر بالقتل یعنے تعزیر قتل کے ساتھ بھی ہو جاتی ہے +

تقریر ثالث:۔ اب چونکہ محرمات کے ساتہ جماع کرنے سے حد قائم نہ ہوئی تو تعزیر کا ہونا ضروری تر ہے:۔ چنانچہ ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے۔ کما فی الھفل ایۃ ولاکن یوجع عقوبۃ اذا کان علم بذالک الخ اور عمدۃ الرعایت میں ہے:۔ عن ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ قال بوجوب التعزیر حیثما یراہ الامام علی ذالک المتمرد الخبیث الذی یطاء محارمہ بعد النکاح الخ اور رد المحتار جلد سیوم صفحہ ۱۵۰ مین ہے الا تری ان ابا حنیفۃ الزم عقوبۃ باشد ما یکون وانما لم یثبت عقوبۃ ھی الحد فعرف انہ زنا محض الا ان فیہ

شبہہ الخ خلاصہ یہ کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا فرمانا یہ ہے کہ ماں وغیرہ کے ساتھ صحبت و نکاح کرنے والی کو ایسا عذاب دیا جاوے کہ جو امام کی رائے مین آوے اور وہ عذاب اشد نہایت دردناک ہے امام کو اختیار ہے کہ خواہ اُس کو پہاڑ پر سے گرادے خواہ قتل کروا دے۔ خواہ دریا میں ڈباوے غرضیکہ جس سے عبرت عام کو ہو۔ کیونکہ اُس نے سخت ظلم کیا اور یہ جو بعض بے ایمان بدین خبیث امام صاحب کو بدنام کرنے کی نیت سے ایسے ایسے مسائل مشہور کرتے ہیں۔ یہ لوگ ملعون ہیں کیونکہ امام العالم رضی اللہ عنہ کی یہ منشا ہرگز نہیں کہ ایسے خبیث (ناکح بامہ) کو بری کیا جاوے یا اُس کو گنہگار نہ کہا جاوے بلکہ مراد یہ ہے کہ زنا کی حد اسکو بہت ہی کم ہے ایسے خبیث کو سخت درجہ کا عذاب دیا جاوے۔ خدا سب کو ہدائت کرے ؛

تقریر رابع :۔ اگر بالفرض یہ فعل قابل حد شرعی ہے تو حضرت امام صاحب کے شاگردان خاص نے خود فرمایا ہے۔ ان علم الحرمۃ حد و علیہ الفتوی شامی جلد ثالث صفحہ ۱۵۴ ددر مختار وغیرہ۔ یعنے ایسے شخص پر حد ہے اگر وہ حرمت کا علم رکھتا ہے۔ اب اس مسئلہ پر گویا امام صاحب کے دو قول ہیں۔ ایک تو آپکا یہ قول لا یجب علیہ الحد دوسرا قول مذکور صاحبین کا کیونکہ کتب فقہ مین اگرچہ بار بار لکھا ہوتا ہے کہ ھذا قول ابی یوسف وھذا قول محمد وبذالک قال ابحنیفۃ یا خلافاً لمحمد وابحنیفۃ مگر مراد اسی سے یہ ہے کہ فلان قول امام کا اس قول کے خلاف ہے جو کہ حقیقتاً یہ بھی امام کا ہی قول ہے کیونکہ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ حنفی مذہب عبارت ہے اقوال مفتی بھم امام و صاحبین سے اور صاحبین کے اقوال بعینہ اقوال امام اعظم رض ہیں۔ اگرچہ ظاہری الفاظ مختلف ہیں۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی کتاب انصاف میں لکھا ہے انما عد مذھب ابحلیفۃ مع صاحبیہ مذھباً واحدً العدم تجاوزھما الخ یعنے امام صاحب اور صاحبین کا قول ایک ہی مذہب ہے کیونکہ صاحبین نے اپنے امام کے خلاف کچھ نہین فرمایا۔ اور دیکھئے کہ خود شاگردون کا بیان صادق ہے کہ ہمنے کوئی بات اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ جو کچھ ہمنے کہا وہ بھی ہمارے امام کا ارشاد ہے دیکھو میزان شعرانی صفحہ ۵۱ و ۵۲ وغیرہ۔ اور کتاب معتبر رد المحتار مین ہے۔ عن اصحاب ابی حنیفۃ انھم یقولون ما قلنا قولاً الا وھو روایتنا عن ابی حنیفۃ واقسموا علی ذلک ایماناً مغلظۃ الخ یعنے شاگردون نے سخت قسمیں کھاکھا کر فرمایا ہے کہ ہمارا قول کوئی نہیں بلکہ جو ہمارا قول ہے وہ ہمارے امام کی ہی روائت ہے۔ پس ثابت ہوا کہ جو قول خاص شاگردوں سے مروی ہے اس میں حد ہے

اور جواوروں سے مروی ہے اُس میں حد کا ذکر نہیں اب ہر دو قول کی توجیہ یہ ہوئی کہ اگر وہ نکاح مذکور محل عقد عاقد ہے تو اُس پر حد نہیں۔ اور اگر محل عقد عاقد نہیں تو اُس پر حد ہونی چاہئے پس اب خضر بیصفت لوگوں کا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مذہب کو بدنام کرنا اور مسلمانوں میں فساد ڈالنا محض بے سُود ہے فقط +

سوال :- جھوٹے گواہ دلوا کر کسی غیر کی عورت کو لے لینا اور اُس سے جماع کرنا امام صاحب کے نزدیک گناہ نہیں ؟

جواب :- اس زید مرتد نے جھوٹ و بہتان بندی پر ایسی خوشی پائی جیسے کہ بعض یورپین سؤر کھا کر خوش ہوتے ہیں ۔ اس بیدین بیحیا سے پوچھئے کہ جس قدر مشرق و مغرب مین کتب احناف ہیں ان میں تو یہ مسئلہ نہیں آپ کے پاس اگر چند ورقی یا دو ورقی کتاب گرو نانک کے وقت کی ہو تو عجب نہیں ۔ دیکھو فتاوی عالمگیری مین نہایہ شرح ہدایہ سے نقل کیا ہے اجمعوا علی ان قضاء القاضی بالنکاح بشہادۃ الزور فی معتدۃ الغیر و منکوحتہ انہ لا ینفذ الخ یعنے غیر کی عورت کو جھوٹی شہادت دلوا کر نکاح میں لانا اس پر قاضی کا فتوی نہ چلیگا بالاتفاق اصل اسکی یُوں ہے کہ ایک ایسی عورت ہو جو کہ نہ کسی کی منکوحہ نہ کسی کی عدت میں ۔ بلکہ وہ عورت آزاد خود مختار غیر منکوحہ ہے ۔ اُس پر ایک شخص نے دو چار گواہ پیش کر کے کہا کہ یہ میری منکوحہ ہے ۔ قاضی نے حسب شہادت حکم دیدیا کہ لیجاؤ یہ تمہاری جُورو ہے چنانچہ حضرت علی کے روبرو یہ مقدمہ آیا ۔ مدعی نے گواہ پیش کئے حضرت علی نے اُس کو عورت دیدی بعدہ عورت نے کہا کہ یا علی آپ نکاح بھی پڑھا دین کیونکہ فی الاصل نکاح نہیں یہ صرف گواہون کی شہادت پر فیصلہ ہو گیا ۔ میں حقیقتاً منکوحہ نہیں ہوں حضرت علی نے فرمایا شاھداك زوجاك یعنے تیرے شاہدوں نے ترا نکاح کر دیا ۔ کما فی فتح القدیر ۔ غرضیکہ یہ فیصلہ تو حضرت علی نے بحضور جماعۃ صحابہ کرام اور تابعین صادر فرمایا ۔ اُس وقت سے آج تک کسی نے بجز خوارج کے اس پر اعتراض نہ کیا ۔ آج خوارج کی رُوح زید میں حلول کر کے پھر نمودار ہوئی ۔ باقی رہا یہ کہ اس جھوٹے مدعی اور جھوٹے گواہوں پر کچھ گناہ ہُوا یا نہین سو حنیفہ کے نزدیک گناہ عظیم ہے ۔ چنانچہ بحرالرائق میں ہے ۔ لا یلزم من القول بحل الوطی عدم اثمہ فانہ اثم بسبب اقدامہ علی الدعوی الباطلۃ وان کان لا اثم علیہ بسبب الوطی (وقال) اثم الشاھدان اثماً عظیماً الخ یعنے کذب کی وجہ سے مدعی و شاہد عاصی ہیں اگرچہ اُس منکوحہ سے وطی حلال ہو ۔

اس قصہ کی مثل دوسرا قصہ یوں ہے کہ قبیلہ بنی عجلان سے ایک شخص نے اپنی زوجہ پر زنا کا دعوی کیا اُس زوجہ نے انکار کر دیا۔ اب قاضی وفیصلہ کنندہ تو جناب رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے آپ نے دونوں سے لعان کرا کر دونوں کو نکاح سے الگ و جدا کر دیا۔ رواہ البخاری والمسلم والترمذی عن عبداللہ بن عمر اور بعد لعان کے فرمایا کہ اللہ یعلم احدکما کاذب۔ اس جگہ بمجرد دعوی کے حضورؐ نے جدائی کرا دی اب اگر وہ عند اللہ یعنے حقیقتاً زنا سے معصومہ تھی تو اُس کا اور جگہ نکاح کیا ہوگا۔ حالانکہ بعد لعان کے عورت جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے پس جس طرح جھوٹے دعوئی زنا سے عورت حقیقتاً نکل کر غیر کے نکاح میں آنے کے قابل ہوگئی اسی طرح وہ سابقہ عورت مدعی کے نکاح میں آگئی اور اس سے جماع وصحبت حلال ہوگئی الغرض سوال مذکور یا تو حضرت علی پر آتا ہے یا حضور علیہ السلام کی ذات اقدس پر پس زید مذکور پر پڑے ہو۔ لعنۃ اللہ علیکم و اساذکم

اس مسئلہ میں چند امور قابل غور ہیں :۔

(۱) گواہوں کا کاذب ہونا (۲) قاضی وحاکم کو اُن کے جھوٹ کا علم ہونا (۳) اُس کذب بیانی پر گناہ نہ ہونا (۴) غیر عورت سے کیا منکوحہ ومطلقہ وغیرہ مراد ہے (۵) امام محمد مجتہد فی المجتہد نے حدیث علی سے دلیل پکڑی ہے چنانچہ دیکھو علامہ سید بن عابد رد المختار جلد چہارم صفحہ ۳۳۳ میں مفصل مرقوم ہے (۶) شامی جلد دوم صفحہ ۲۰۶ میں لکھا ہے بلاغات محمد مسندۃ اور شامی جلد رابع مین لکھا ہے المجتہد اذا استدل بحدیث کان تصحیحا لہ پس امام محمد کا استدلال خود حدیث کی صحت پر کافی ہے۔

سوال:۔ حنفیوں کے مذہب مین زانیہ کی خرچی حلال طیب ہے۔

جواب:۔ یہ بے ایمانوں اور بد دینوں کی تہمت ہے مسلمانوں پر۔ حالانکہ مسلمانوں کیطرف سے ہمیشہ جواب باصواب ملتا گیا مگر پھر بھی اولاد دلاوالد بار بار یہی گوہ خوری کرتے ہیں سُنیے یہ مسئلہ کسی کتاب مین نہیں بلکہ باتفاق علماء وباجماع خرچی زانیہ کی حرام ہے۔

اول امام بدرالدین عینی لکھتے ہین قال القاضی لم یختلف العلماء فی تحریم اجرا یعنے بالاتفاق خرچی زانیہ کی حرام ہے۔

شرح مسلم کتاب البیوع مین امام نووی لکھتے ہین۔ اما مھر البغی فھو ما تاخذہ الزانیۃ علی الزنا وسماہ مھر الکونہ علی صورتہ حرام باجماع المسلمین۔ الخ یعنے زنا کی اجرت باتفاق اہل اسلام

حرام ہے ⁂

(۳) ملا علی قاری مرقاۃ لکھتے ہیں:۔ مهر البغي خبيث اى حرام اجماعاً لانها تاخذه عوضاً عن الزنا المحرم۔ الخ یعنے زانیہ کی خرچی حرام ہے۔

(۴) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھی لمعات شرح مشکوۃ میں یہی لکھتے ہیں +

(۵) امام زرقانی شرح مؤطا جلد سوم میں لکھتے ہیں مهر البغي ما تعطاه المرأة على الزنا وهو حرام اجماعاً الخ یعنے زانیہ کی خرچی بالاجماع حرام ہے اور لفظ اجماع تب ہی وارد ہوتا ہے کہ کوئی بھی اس کا مخالف نہ ہو پس اگر حضرات فقہاء و مجتہدین اسکے خلاف ہوتے تو یہ مسئلہ اجماعی نہ ٹھہرتا بلکہ مختلف فیہ رہتا۔ پھر باوجود بالاجماع حرام ہونے کے زید عوعو کرتا ہے کہ حنیفوں کے یہاں حرام نہین۔ ہاں زید نے جو سوال مین دہوکہ دیا ہے وہ اجارہ فاسدہ کا مسئلہ ہے مثلاً زید کی ماں یا بہن ہمارے یہاں دایہ رہی۔ تمام گھر کا سودا وغیرہ بازار سے لانی اور کھانا پکانے پر مقرر ہوئے۔ اس تمام کام وکاج پر اجرت ماہانہ بھی معین ہوئی اور زید کی والدہ ہندہ سے یہ بھی ہمنے کہا کہ اگر ہم کو رات کو ضرورت پڑی تو تم کو اس وقت بھی کام میں آنا ضروری ہوگا اُس نے اس شرط کو بھی ساتھ ہی قبول فرمایا تو یہ اُجرت اس کی حلال ہے کیونکہ وہ اُجرت زنا کی نہیں بلکہ کام کاج کی ہے۔ جماع بھی ضمناً ایک فرع آگئی ورنہ زنا پر وہ معین نہین چونکہ یہ ایک قسم کا اجارہ ہے یہی اجارہ فاسدہ ہے جسکو چلپی وغیرہ محیط سے نقل کیا ہے۔ ہاں البتہ اگر بلا مزدوری کام کاج دوایہ بنے صرف زنا ہی پر اُجرت مقرر ہو تو وہ بھی اُسی محیط مین حرام ہے وان كان بغير حق عقد فحرام اتفاقاً لانها اخذته بغير حق الخ۔ یعنے صرف زنا کی اُجرت حرام ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جس نے پہلے پہل شرح وقایہ وصاحب محیط پر تہمت باندھی ہے کہ زنا کی خرچی حلال ہے وہ زانیہ کی اولاد سے ہوگا جب ہی تو وہ اپنی قوم کی رعائت کرتا ہے ⁂

سوال

کیا فرماتے ہیں حضرات علماء حقانی اس میں کہ بزرگان دین و پیر و مرشد کا ہاتھ و پاؤں چومنا یا قبر کا بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ مگر حدیث سے ثابت ہو ⁂

جواب:۔ حدیث اول۔ روى الامام احمد فى سنده و رواه الحاكم فى مستدركه على الصحيحين اقبل مروان يوماً فوجد رجلاً واضعاً وجهه على القبر فقال اتدرى ما تصنع فاقبل عليه فاذا ابو ايوب الانصارى فقال جئت رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم آت

الحجرة الحدیث - یعنے حضرت ابو ایوب صحابی نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر پر اپنا منہ رکھا - مروان نے کہا کیا جانتے ہو اپنے فعل کہ صحابی نے کہا ہاں میں پتھر کے پاس نہیں آیا بلکہ خاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ہوں - دیکھو جوہر المنظم صدا مطبوعہ مصر +

حدیث دوم - ایک صحابی نے عرض کیا کہ میںنے خواب میں حضور علیہ السلام کی پیشانی پر سجدہ کیا ہے حضور علیہ السلام لیٹ گئے فرمایا فَصَدِّقْ رُؤْیَاکَ یعنے تو اپنے خواب کو سچ کرلے فاضطجع لہ فسجد علی جبھۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم یعنے حضور خود تو لیٹ گئے پس اس نے سجدہ کیا حضور کی پیشانی پر - مشکوۃ

اور علاوہ ازیں علامہ محدث ہیشمی - نے کتاب مجمع الزوائد میں یوں لکھا ہے باب وضع الوجہ علی قبر رسول اللہ علیہ وسلم

حدیث سوم عن عائشۃ قالت لما قدم زید بن حارث المدینۃ و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی بیتی فاتاہ فقرع الباب نقام الیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی بیتی فاتاہ فقرع الباب فقام الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عریانا یجر ثوبہ واللہ ما رایتہ عریانا قبلہ ولا بعدہ فاعتنقہ وقبلہ رواہ الترمذی یعنے ایک صحابی زید کیساتھ حضور علیہ السلام نے معانقہ کیا اور بوسہ لیا +

حدیث چہارم - سنن ابوداؤد میں زارع وفد عبد القیس سے مروی ہے -:- قال قدمنا المدینۃ فجعلنا نتبادر من رواحلنا فنتقبل ید رسول اللہ و رجلہ یعنی صحابہ کرام حضور علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں چومتے تھے

حدیث پنجم - ترمذی نے ایک باب یوں باندھا ہے ماجاء فی قبلۃ الید والرجل - یعنے ہاتھ پاؤں چومنے کا باب - اسی میں لکھا ہے فقبلوا یدیہ ورجلیہ اور ایسا ہی ابوداؤد میں ہے یعنے حضور علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں لوگوں نے چومے +

حدیث ششم :- ابن ماجہ میں ہے عن صفوان بن عسال ان قوما من الیھود قبلوا ید النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھکذا فی الترمذی یعنے حضور علیہ السلام کا لوگوں نے ہاتھ چوما -

حدیث ہفتم - ابن ماجہ میں ہے عن ابن عمر قال قبلنا ید النبی وفی روایۃ فدنونا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقبلنا یدہ رواہ ابوداؤد یعنے حضور علیہ السلام کا ہاتھ صحابہ نے چوما -

حدیث ہشتم محدث بزار نے ایک اعرابی کا حضور علیہ السلام کے ہاتھ چومنا لکھا ہے +

حدیث نہم - امام بخاری نے کتاب المفرد میں لکھا ہے عن ابن جدعان قال ثابت لانس آمست النبی بیدک قال نعم فقبلتہا یعنے حضور کے ہاتھ کا بوسہ لیا گیا۔

حدیث دہم - امام بخاری نے کتاب المفرد مین لکھا ہے - عن صہیب قال رأیت علیا یقبل ید العباس ورجلیہ یعنے حضرت علی ہاتھ پاؤں چومتے حضرت عباس کا۔

حدیث یازدہم - امام بخاری کتاب المفرد میں ہے حضرت ابن اکوع کے ہاتھ چومے گئے

حدیث دوازدہم حضرت فاطمہ ہاتھ چومتے حضور کا - فاخذت بیدہ فقبلتہ رواہ ابوداؤد

حدیث سیزدہم - فتوح الشام میں ہے مسیب ابن مروق نے حضرت وامس ابوالہول کا ہاتھ چوما عین جنگ کے وقت +

حدیث چہاردہم - حضور علیہ السلام نے امام حسن کا بوسہ لیا اقرع بن حابس نے کہا کہ مینے تو کبھی بچوں کا بوسہ نہ لیا۔ حضور نے فرمایا من لا یرحم لا یرحم متفق علیہ جو کسی پر رحم نہیں کرتا اُس پر خدا یا فرشتے رحم نہین کرتے ؛

اقوال حضرات فقہاء

(۱) علامہ حموی شرح اشباہ والنظائر مین لکھتے ہین قال فی مفتاح السعادۃ واما تقبیل الید ان کان ممن یستحق الاکرام کالعلماء والسادات والاشراف یرجی لہ ان ینال الثواب کما فعلہ بعض الصحابۃ واما ان فعل ذلک لصاحب الدنیا فیفسق یعنے علماء وسادات و بزرگوں کا ہاتھ چومنا موجب ثواب ہے نہ اہل دنیا کا۔

(۲) درمختار میں ہے :- ولا بأس بتقبیل ید الرجل العالم والمتبوع علی سبیل التبرک۔ یعنے عالم و پیشوائے دین کے ہاتھ چومنا باعث برکت ہے

(۳) تنویر الابصار میں ہے - طلب من عالم او زاہد ان یمکنہ من قدمہ لیقبلہ اجابہ یعنے عالم کا قدمبوسی کرنا ٹھیک ہے ؛

(۴) امام نووی کتاب الاذکار میں لکھتے ہیں :- اذا اراد تقبیل ید غیرہ ان کان ذلک لزہدہ لم یکرہ بل یستحب یعنے ہاتھ چومنا کسی بزرگ کا مستحب ہے۔

(۵) نواب صدیق حسن وہابیوں کا امام کتاب موائد العوائد صفحہ ۹۸ میں لکھتا ہے۔ ایں اخبار در جواز بوسۂ دست و پاء ناظراند ؛

(۶) شرح مشکوٰۃ فارسی کے مقدمہ میں احوال امام بخاری میں لکھا ہے کہ امام مسلم آنکہ امام بخاری کے پاؤں چومنے پر مشتاق تھے چنانچہ مسک الختام شرح بلوغ المرام صفہ ۱۴ میں ایسا ہی مذکور ہے

(۷) کتاب مکارم الاخلاق جلد اول صفہ ۹۶ میں جواز بوسہ پر کئی احادیث مذکور ہیں مطبع بھوپال

(۸) ایک جماعت فقہاء و محدثین نے (جنمیں امام جعفر صادق امام ثوری وحماد بن سلمہ ومقاتل بن حبان وغیرہم نے) حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا بوسہ ہاتھ اور پاؤں کا لیا۔ دیکھو میزان امام شعرانی +

(۹) فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابراھیم فقبلہ وشمہ الحدیث البخاری جلد ۱ صفہ ۱۵۲ مصری یعنے حضور علیہ السلام نے صاحبزادہ ابراہیم علیہ السلام کا بوسہ لیا۔

(۱۰) اشباہ والنظائر اور فتاوی عالمگیری میں ایک موقعہ پر امام اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک فیصلہ ناقد فرمایا کہ صدہا فقہاء و محدثین نے قبول فرما کر تحسین کی اور امام سفیان ثوری نے کھڑے ہو کر آپ کی آنکھوں پر بوسہ دیا فقام مسرعاً فتقبل بین عینیہ اور ایک جگہ اور واقع میں مرقوم ہے فقام السائل وقبل راس الامام

(۱۱) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صدیق اکبر نے حضور علیہ السلام کا بوسہ چہرہ مبارک کا لیا۔ دیکھو بخاری باب وفاۃ النبی جلد ۳ صفحہ ۷۶ وجلد اول صفہ ۱۵۱

(۱۲) اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون صحابی کے چہرہ کا بوسہ بعد وفات لیا۔ (رواہ ابوداؤد)

البتہ ایک حدیث ضعیف میں بوسہ لینا گلے مل کر منع وارد ہے سو شارحین حدیث مثل شیخ عبدالحق صاحب محدث نے لکھا ہے کہ یہ شہوت کا بوسہ ہے۔ اسی حدیث میں ایک راوی حنظلہ ہے جسکو میزان وتقریب میں ضعیف لکھا ہے +

خلاصہ تحریر حضرات علماء پھلوار شریف

حدثنا عبد اللہ ثنا ابی ثنا عبد الملک بن عمر ثنا کثیر بن زید عن داؤد بن ابی صالح قال اقبل مروان یوماً فوجد رجلاً واضعاً وجھہ علی القبر الخ اور اس قسم کے مضامین علامہ ابن حجر جوہر المنظم اور کتاب سعی مشکور صفہ ۱۱۵ اور علامہ سمہودی خلاصۃ الوفاء صفہ ۶۴ اور شفاء الاسقام اور کتاب عمدۃ القاری شرح البخاری جلد ۴ صفہ ۶۰۶ اور فتح الباری شرح بخاری جلد ششم صفہ ۱۱۵ وغیرہ

مذکور ہیں اور وہاں یہ عبارت بھی ہے فنقل عن الامام احمد انه سئل عن تقبیل المنبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتقبیل قبرہ فلم یر باسًا واستبعد اتباعہ صحۃ ذلک ونقل عن ابن ابی الصیف الیمان احد علماء مکۃ من الشافعیۃ جواز تقبیل المصحف واجزاء الحدیث وقبور الصالحین الخ یعنے منبر نبوی اور روضۂ مقدس اور قرآن کریم اور اوراق حدیث وقبور اہل اللہ کا بوسہ دینا لاباس بہ (از اخبار اہل فقہ امرتسر جلد اول ۱۹۰۸ء نمبر ۳۳ و ۳۱ و ۲۹ و جلد دوم نمبر ۱۰ و ۹ و ۶ و ۴۲ - ماہ جمادی الاول)

اور حضرت مولانا مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی رسالہ غایۃ المقال مین نہائت زور سے نعل نبوی کے بوسہ دینا اور آنکھوں پر رکھنا اقوال علماء و متقدمین سے مفصل لکھا ہے (از تحفہ حنفیہ جلد چار پرچہ ۶)

مسئلہ نذر و نیاز

قبل ازین چند امور قابل یادداشت ہیں (۱) اصول فقہ مین مقرر ہو چکا ہے کہ جو لفظ مشترک المعنی ہو اور معانی متعددہ مین مروج ہو تو وہ ایک معنی سے زیادہ معمول بہ ہوگا - مگر بر وقت استدلال قرینہ صارفہ و منسوب الیہ وصورت ترجیح کا لحاظ ضروری ہے (۲) حقیقی ومجازی کا ایک جگہ ایک وقت جمع کرنا جائز ہے (۳) نیت عامل کی لفظون کے ساتھ معتبر ہے بلا تکلم نیت کا دخل حلت و حرمت مین نہین - (۴) نذر و نیاز مشترک ہر درمیان معنے لغوی وشرعی وعرفی میں کما فی الغیاث والصراح والمنتخب والبرہان (۵) جس جانور کا ذابح مومن ہو اور عند الذبح تکبیر بھی کہی جاوے اور مقصد ایصال ثواب ہو - تو وہ ذبیحہ حلال ہے کیونکہ حرمت شے کے واسطے دلیل قطعی وبرہان یقینی کا ہونا ضروری ہی چنانچہ ارباب اصول کا قول والمحرم ماثبت بدلیل قطعی اس پر شاہد ہے +

اب اہل اسلام میں جو نذر و نیاز مروج ہے اُن کی صاف نیت یہی ہوتی ہے کے اس کا ثواب فلان ولی کو پہنچے گا کیونکہ بارہا عام لوگون سے پوچھا گیا ہے کہ کیا یہ نذر و نیاز کا پلاؤ یا بکرا یا مرغ وغیرہ پیر صاحب کھاتے ہیں یا خود لیجاتے ہیں یا اُن کی قبر میں بجنسہ چیز جاتی ہے کہتے ہیں کہ نہین بلکہ اُن کی روح پاک راضی ہوتی ہے اور وہ خوش ہوں تو خدا بھی خوش ہوگا یا اگر کوئی دانا ہُوا تو وہ صاف الفاظ مین کہیگا کہ یہ نذر للہ تھی اور ثواب اس کا فلاں بزرگ کو ہے غرضیکہ کسی غیر اللہ کا نام کسی چیز پر آجاوے تو حرام نہیں ہوتی نہ از روئے شرع نہ از روئے عقل - باقی رہا مخالفین کی دلیل آئت وما اهل به لغیر اللہ سو یہ نہ تو مخالفین کی مؤید ہے نہ ہماری مضر - کیونکہ تمام محققین و مفسرین نے

اس آیت کو عند الذبح پر محمول کیا ہے:
اوّل۔ تفسیر اتقان عن ابن عباس ما اهل به لغیر الله ای ما ذبح للطواغیت
دوم۔ تفسیر جلالین وما اهل به لغیر الله ای ما ذبح علی اسم غیر الله تعالی والاهلال
غیر الصوت کانوا یرفعون عند الذبح لآلهتهم سوم تفسیر مدارک وما اهل به لغیر الله
ای ذبح للاصنام فذکر علیه غیر اسم الله پنجم تفسیر معالم وما اهل به لغیر الله ای ذبح للاصنام
والطواغیت والاهلال رفع الصوت وکانوا ذبحوا لآلهتهم یرفعون اصواتهم بذکرها وقال
ربیع ابن انس وغیرها وما اهل به لغیر الله ای ما ذکر علیه اسم غیر الله ششم ترجمہ شاہ
ولی اللہ محدث آنچہ آواز کردہ شود بوقت ذبح بنام غیر او تعالی ہفتم تفسیر بحر مواج او فسقا
اهل به لغیر الله آوردہ کہ یا باشد مذبوحیکہ آواز برآوردہ شود و ذکر کردہ شود غیر خدارا در وقت ذبح او
وایقاع کردہ شد بنام غیر خدا حقیقۃً باسم اللات والمنات ہشتم تفسیر حسینی وما اهل به
لغیر الله یعنے آنچہ آواز برداشتہ شود و یاد کردہ شود مر غیر خدا را بوقت ذبح و مراد ذبیحہ کفار است
کہ بنام بتان میکنند نہم تفسیر احمدی وما اهل به لغیر الله معناه وما ذبح به لاسم غیر الله
باسم اللات والمنات الخ دہم حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں:۔
ثم المذبوح للطواغیت امر بهم ضبطها اهل به لغیر الله وبما ذبح علی النصب وبما ذبح
وغیر المتدین بتحریم الذبح لغیر اسم الله وهم المسلمون واهل الکتاب وجر ذلک ان یوجب
ذکر اسم الله عند الذبح لانه لا یتحقق الفرقان بین الحلال والحرام یازدہم تفسیر نیشاپوری
میں ہے واما ما اهل به لغیر الله فمعناه ما رفع الصوت للصنم ذلک قول الجاهلیة باسم
اللات والعزی الخ دوازدہم مفاتیح الغیب وما اهل به لغیر الله کانما یقولون عند
الذبح باسم اللات الخ سیزدہم۔ تفسیر در منثور میں ہے اخرج ابن المنذر عن ابن
عباس فی قوله وما اهل به وما ذبح الخ چہاردہم حضرت شاہ ولی اللہ محدث تفسیر فتح الخبیر میں
لکھتے ہیں اهل به لغیر الله ما ذبح للطواغیت الخ۔ پانزدہم تفسیر تبیین الحقائق میں ہے
اجمع السلف علی ان المراد بها حالة الذبح الخ شانزدہم صاحب تنویر الاقتباس بالاسناد الی ابن
عباس وما اهل به لغیر الله ای ما ذبح باسم غیر الله الخ ہفدہم امام نووی بذیل حدیث
لعن الله من ذبح لغیر الله، فالمراد به ان یذبح باسم غیر الله کما ذبح للصنم الخ ہژدہم عالمگیری و
قاضی خان مسلم ذبح شاة المجوس لبیت نارهم او الکافر لالهتهم تو کل لانه سمی الله ویکره للمسلم

گاؤ مسلمانے سواد کہ بنام نار کہ معبود اوست ذبح کند مسلم بنام خدا ذبح کرد گوشت او حلال است کذا فی الفوائد البرہانیہ +

خلاصہ مضمون تفاسیر مذکورہ کا یہ ہے کہ وقت ذبح اگر غیر خدا کا نام لیا جائے تو حرام ہوتا ہے ورنہ نہیں یہی مضمون ہے جملہ تفاسیر اسلامیہ مثل تفسیر کشاف و تفسیر خازن و سراج المنیر و تفسیر امام واحدی و تفسیر کلبی و تفسیر رؤفی و تفسیر جامع البیان وغیرہم میں پس کسی شخص نے نذر و نیاز کا دنبہ یا مرغ وغیرہ کسی ولی کے نام اس خیال سے رکھا کہ ثواب اس کا فلاں ولی کو پہنچے تو ایسی نذر و نیاز کو فوراً بدظنی کر کے حرام کر دینا خلاف از دیانت ہے صاحب درمختار نے صاف لکھا ہے ولو ذبح للضیف لا یحرم یعنے اگر مہمان کے واسطے ذبح کیا جاوے تو حرام نہ ہوگا +

سوال ۔ شاہ عبد العزیز صاحب نے موافق غیر مقلدین کے لکھا ہے ۔

جواب ۔ اول تو یاد رہے کہ بمقابلہ جمہور مفسرین ایک شخص کی رائے معتبر اور قابل سند نہیں دوسرا شاہ صاحب نے اپنی تفسیر تقریباً صـ۱۷۳ میں بذیل آئت وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لکھا ہے طعام تو مردار کہ نام خدا در وقت ذبح نبردہ باشد +

سیوم ۔ شاہ صاحب نے آیۃ یا ایہا الناس کلوا مما فی الارض حلالا طیبا ولا تتبعوا خطوات الشیطان میں لکھا ہے کہ کافر لوگ جو بتوں کے نام جانور رکھ کر آزاد کرتے تھے اسکو بعض لوگ حرام سمجھنے لگے تھے تو خدا نے فرمایا کہ یہ بتوں کے نام کے جانور حلال اور پاک ہیں ان کو کھاؤ اور شیطان کی تقلید سے ان کو حرام مت کہو +

چہارم ۔ شاہ صاحب کے شاگرد رشید مولوی رؤف احمد صاحب لکھتے ہیں کہ یہ مضمون الحاقی ہے شاہ صاحب کا یہ عقیدہ و خیال نہ تھا دیکھو تفسیر رؤفی +

علاوہ ازیں حضرت شاہ صاحب یوں فرماتے ہیں ۔ زیرا کہ مردہ بے ذکر نام خدا جان دادہ است الخ اور ایک جگہ لکھتے ہیں ۔ آرے آں جانور وقتے فائدہ میدہد کہ قصد تقرب بغیر خدا را از دل دور کردہ +

پس اب کوئی مفسر علیحدہ نہ رہا جماعت کثیر سے مگر ایک پنجابی غیر مقلد لکھو والہ سو اس کا جواب تفسیر نبوی[1] میں عمدہ دیا گیا ہے پس فیصلہ ہو گیا کہ جو جانور ذات طیبہ کا اہل اسلام کے ہاتھ سے مذبوح

[1] یہ تفسیر مولوی نبی بخش حلوائی لاہور دروازہ دہلی سے قیمتاً ملتی ہے تفسیر عجیب نرالی ہے مضمون عمدہ ضرور خریدو +

ہو اور تکبیر بھی عندالذبح کہی جاوے تو وہ جانور بحکم فکلوا مما ذکر اسم اللّٰہ علیہ حلال طیب ہے۔ کوئی وجہ حرمت کی پائی نہیں جاتی اور آئت کا قرینہ سیاق سباق بھی یہی چاہتا ہے کیونکہ جن جن جانوروں کی حرمت کا بیان ہے اُن سب کا واقعہ حادثہ ایک ہی تو ہے مثلاً (۱) دیوار کے نیچے مرنا (۲) لڑ کر مرنا (۳) چوٹ سے مرنا (۴) گلا دبانے سے مرنا (۵) ماکول السباع یعنے درندوں کا مارنا سوائے خوک کے کہ وہ بجنسہٖ بجمیع اجزا نجس ہے اور کوئی حالت کوئی وقت ایسا نہیں کہ وہ حلال کہلاوے۔ بخلاف دیگر جانوروں کے کہ وہ حلال طیب ہیں پس جبکہ کل جانوروں کا حرمت کا مقام واحد ہے تو پس اہلال عندالذبح صحیح ہُوا۔ اگر مطلق شہرت بنام غیراللہ حرام ہونے کا موجب ہو تو پھر تو سب چیزیں کھانے پینے کی حرام ہوجاویں گی مثلاً مسجد زید کی روٹی عمرو کی مرغ و بکرا خالد کا۔ یہ باغ و مکان بکر کا۔ یہ عورت خالد کی تو بقول مخالفین یہ سب حرام ہونے چاہئیں حالانکہ کوئی مسلمان اس کا قائل نہیں۔ ہاں اگر بطور تقرب لغیر اللہ ہو تو حرام تو ہے مگر یہ تقرب بھی بقول مولانا مفتی مولوی غلام مصطفےٰ صاحب حنفی نقشبندی امرتسری قابل غور ہے وہو ہذا۔ بعض لوگ نیاز مروجہ کو لفظ تقرب لغیر اللہ کا اپنی طرف سے ضمیمہ لگا کر حرام کہتے ہیں لیکن یہ بھی بدظنی ہے کیونکہ بالفرض کسی شخص نے درود شریف پڑھ لیا صدقہ خیرات بنام خدا دیا یا کسی مالی و بدنی عبادت کا ثواب کسی نبی یا ولی کی رُوح پاک کو بامید شفاعت بخش دیا تو کیا حرام ہوگا ہرگز نہیں پس خیال مذکورہ بالا سے اس قسم کا تقرب بھی جائز ہُوا۔ یہی مراد ہے اس عبارت درمختار کا۔ لو ذبح لقدوم الامیر و نحوہ من العظماء یحرم الخ لقدوم الامیر قابل نگہداشت ہے کیونکہ قدوم سے مراد صاف تقرب لغیر اللہ ہے اور اگر بطور تملق و خوشامد ہو تو مکروہ ہے کما صرح بہ فقیہ ابواللیث +

اب آئت مذکورہ کو اس طرح پر یاد رکھو کہ آئت وما اھل بہ میں یا تو عدم ذکر غیراللہ سے صرف ذبح کا وقت مراد ہے یعنے ذبح کے وقت غیر خدا کا نام لیا جاوے تو بیشک وہ حرام ہے ہم اس میں متفق ہیں کیونکہ ذبح کے وقت سوائے خدا کے اور کسی کا نام لینا منع ہے یا یہ مراد ہے کہ قبل از ذبح غیر خدا کا نام پکارا جاوے تو حرام ہوگی مگر اس میں ہمکو کلام ہے اسکی بھی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ ذبح کے اوّل غیر خدا کا نام لیا جاوے اور وقت ذبح خدا کا نام لیا جاوے اگر وقت ذبح خدا کا نام ہے تو اسمیں شرعی حرام ہونے کی وجہ کوئی نہیں ہے کیونکہ ذبیحہ قصاب لوگوں کیواسطے یا ذبیحہ ولیمہ یا ذبیحہ مہمان پر ہمیشہ یا عموماً ہر ایک جانور پر قبل از ذبح زید و بکر و عمرو وغیرہ کا نام ضرور پکارا جاتا ہے یا یہ کہ ذبح کے اول بھی غیر خدا کا نام لیا جاوے اور ذبح کے وقت بھی غیر خدا کا نام تو بیشک

وہ منذور حرام ہے اور یا بعد از وقت ذبح غیر خدا کا نام لیا جاوے تو اسکو کوئی حرام نہین کہتا۔ کیونکہ
کلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ سے وہ حلال ہے پس ثابت ہوا کہ سوائے ذبح کے وقت اور دیگر مقامات
میں غیر خدا کا نام پکارا جانا کچھ قباحت کا موجب نہین باقی رہا تقرب لغیر اللہ سو یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ
تقرب بالغیر کے خیال میں خدا کے نام کا کوئی دخل مثلاً کسی جانور کا صرف خون بہانا اور اس خون بہانے سے
تقرب غیر خدا چاہنا یا بقول مولوی ثناء اللہ غیر مقلد مذبوح لہ کو قاضی الحاجات دافع البلیات
سمجھنا اگر یہی تقرب ہے تو آسان ہے آپ مسلمانوں پر بدظنی نہ کرین بلکہ جو جو قرائن ظہور مین آتے ہیں
وہی فیصلہ کرینگے اول دیکھئے کہ ذبح کے وقت خدا کا نام لینا۔ دوم ذبح کرکے خام یا پختہ فقراء
و درویشوں کو تقسیم کرنا۔ سیوم اس پر بعض کا ختمات و کلمات پڑہنا اور ہر ایک ولی کو اس کا ثواب
پہنچانا۔ بعضوں کا اسماء ذکر بھی کرنا یہ قرائن ہیں کہ تقرب لغیر اللہ نہیں بلکہ توسل بالغیر الی اللہ ہے
اور مذبوح لہ کو بالذات بالاصالۃ قاضی الحاجات و دافع البلیات کوئی مسلمان نہیں جانتا۔ البتہ
اولیاء اللہ کی ارواح طیبہ حصول مقاصد کے ذرائع و وسائل ہیں جیسا کہ طبیب و حکیم کا وجود
مریض کے حق مین۔ یا جیسا کہ ادویات و سفوف و حبوب وغیرہ مریض و علیل کو فائدہ مند ہیں۔ یا
جیسا کہ آتش کی حرارت مضر بھی مفید بھی یا دیگر اشیاء کا۔ پس کسی کا عقیدہ اہل اللہ کی نسبت اگر مانند
ان اشیاء کے ہے تو کیا قباحت ہے غرضیکہ نذر و نیاز کی حرمت کی یہ وجہ نہیں اور یہ بھی خیال
رہے کہ ذبح کیوقت نیت ذابح کی معتبر ہے نہ آمر کی۔ پس اگر متقرب لغیر اللہ خود ذبح کرے اور تقرب
ثابت ہو جائے تو البتہ حرام ہو جاویگا:

سوال۔ اگر ناذر کو کہا جاوے کہ اسی جانور منذورہ یعنے نذر کردہ کو فروخت کرکے اسکے عوض بازار سے
گوشت خرید کر تقسیم کرو تو ایسا شخص متقرب نہ کہا جاویگا بشرطیکہ وہ یہ بات مان لے اگر قبول نہ کرے
تو یہی وجہ تقرب کی ہے +

جواب۔ اوّل تو بدظنی حرام ہے دوسرا نذر کا بعینہ ادا کرنا لازم آتا ہے کیونکہ جب زید نے کہا کہ نذرت
ھذا البقر تو نذر معین ہوگئی اور نذر معین خاص عہد قبولی ہے جسکا توڑنا اور پورا نہ کرنا سخت گناہ ہے
اوفوا بالعھد و اوفوا بالعقود۔ ان العھد کان مسئولا بلکہ اگر اس جانور منذورہ کے عوض اور گوشت
خرید کر تقسیم کرے گا تو عاصی منذر ہوگا پس لازم ہوا کہ اسی جانور نذر کردہ کا ذبح کرکے کہلانا بہتر ہے +

سؤال۔ کیا وجہ ہے کہ کبھی حضرت ابوبکر و عمر رض کی نذر و نیاز یا کسی اور ولی یا نبی کی کوئی نیاز
نہیں کرتا (تفسیر ثنائی)

الجواب - اول تو کسی چیز کا نہ کرنا دوسری چیز کی حرمت یا عدم جواز کی دلیل نہین بنتی - دوم
ہم کب کہتے ہین کہ انبیاء علیہم السلام و اصحاب نبوی کی نذر و نیاز نہ کرو - بلکہ ہمارے نزدیک بطریق
مذکور تو سب کی نذر و نیازیں جائز ہیں اور عبادت مالی و بدنی کا ثواب اہل اللہ و عام مومنین کو برابر
بیشک و شبہ ملتا ہے مثلاً پنجتن کی نیاز حضرت علی کا روزہ بی بی فاطمہ کی روٹی حسنین کی شیرینی
وغیرہ جو اصل مسلمانوں مین مروج ہین بہ نیت صحیح و بغرض ثواب رسانی درست ہیں پھر یہ بات بھی
یاد رہے کہ انسان پر شدائد و مصائب اور غم اور اندوہ وغیرہ اکثر بوجہ صدور گناہ وارد ہوتے
ہیں یا کبھی بباعث ابتلاء و امتحان واقع ہولتے ہین سو بندہ جب خدا کی طرف رجوع کر کے
کسی عمل صالح کا عامل ہوتا ہے تو خداوند حکیم و کریم اُس بندہ پر مہربانی کرتا ہے اور مصائب و غم
دُور کرتا ہے - پھر وہ عمل صالح خواہ عبادت بدنی مانند روزہ و نماز و کلمات خوانی و وظائف وغیرہ
ہوں - اور خواہ عبادت مالی مانند طعام نذر و نیاز و جانور و نقد و جنس و صدقات وغیرہ ہوں -
اور یہ ضرور ہے کہ خدا نے بعض امور بعض کے ساتھ وابستہ و متعلق رکھے ہیں مثلاً حدیث میں ہے
صدقہ آتش غضب آلٰہی کو بجھاتا ہے یا حدیث مین ہے کہ شہد و انار مین شفا ہے یا حدیث میں ہے
کہ نظر بد کا اثر حق ہے یا عائین کی (جسکی نظر بد لگجاوے) سب اعضا دھو کر پانی نظر زدہ کو پلادین
وغیرہ وغیرہ - غرضیکہ جس جس چیز کی صحت و خیریت ان امور بالا پر موقوف ہے وہ ان ہی سے درست
ہوں گے اور بالفرض یہ بعض کے اسباب نہ ہوں تو خیر اور اسباب ہونگے نہ یہ کہ احادیث معاذاللہ
غلط ہیں پس چونکہ امورات بالا و بحث فیہ مین رجوع الی اللہ و طلب خیر من اللہ توسل اہل اللہ حاصل
ہے تو یہ بھی من وجہ عبادت ہوئی لہٰذا اگر مقصد نہ ملے تو ثواب تو ضرور ملیگا اب اسمین تمام چیزیں نذر و نیاز
و طعام و صدقات و نقد و جنس وغیرہ آگئیں غرضیکہ غیر خدا کا نام لینے سے کوئی چیز حرام نہین
ہوتی - اگر حرام ہوجاتی تو حضور علیہ السلام کے زمانہ مبارک مین بتوں کے نام کے جانور کیونکر حلال
ہوتے چنانچہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام
الآیۃ یعنے ہمنے مقرر نہین کیا بحیرہ سائبہ وغیرہ کو مگر کفار بہتان باندھتے ہین خدا پر بوجہ بےعقل ہونے کے
تفصیل اسکی تفسیروں میں ہے دیکھو تفسیر جلالین مین امام سیوطی لکھتے ہین کان اہل الجاہلیۃ
یفعلونہ روی البخاری عن سعید ابن المسیب قال البحیرۃ التی یمنع درہا للطواغیت فلا یحلبہا احد
من الناس والسائبۃ التی کانوا یسیبون لآلہتہم فلا یحمل علیہا شیٔ والوصیلۃ الناقۃ التی البکر تبکر
فی الاول انتاج الابل بانثی ثم انثی بعدہ بانثی کانوا یسیبونہا للطواغیتہم ان وصلت احدہما بالاخری

لیس بینہما ذکر والحام فحمل الابل یضرب الضرب المعدودة ماذا قضی ضرابہ ودعوللطواغیتہم واعفوہ من ان یحمل علیہ فلم علیہ شیٔ ودعوہ الحامی کذا فی العالم ۔ خلاصہ اسکا موضح القرآن ہین یون لکہا ہے کفر کی رسمیں تھیں کہ اگر کوئی بچہ پیدا ہوتا تو اسکو بت کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور اُس کی کان پہاڑ دیتے اُسکو بحیرہ کہتے تھے اور کوئی بچہ پیدا ہوتا تو اُسکو بھی بُت کے نام پر آزاد کر دیتے اس کا نام سائبہ تہا ۔ اکثر کی عادت تھی کہ اگر نر پیدا ہوتا تو اُسکو بت کے نام کا داغدار کرکے چہوڑ دیتی یہ وصیلہ تہا اور جس مادہ شتر سے دس بچے پیدا ہوئے ہوں تو اُس پر اسباب لادنا اور اسکا استعمال موقوف کر دیتی یہ توعام تہا ۔ انتہے ؛

اب ایماندار غور کرین کہ کافرون کے بتوں کے نام پر جو حیوانات داغدار ونشانزد کرکے چہوڑدیئے جاوین وہ تو بحکم خدا طیب ہوں حالانکہ بتوں کو نجس و ایندھن دوزخ کا کہا گیا ہے اور اولیاء اللہ کی کے ساتھہ غیر مقلدین کو اس قدر عداوت وحسد ہے کہ کسی ولی کا نام آیا تو بس وہ چیز حرام کردیتے ہیں نعوذ باللہ ؛

سوال تفسیر معالم مین جو معانی بروایت ابن عباس مروی ہین وہ تفسیر جلالین کے مخالف ہین اور ابن عباس افضل ہین کیونکہ صحابی ہین اور سعید ابن المسیب تابعی ہین (تفسیر ثنائی)

جواب ۔ حضرت ابن عباس کے معانی ہماری معانی مذکورہ کے مخالف نہین کیونکہ ابن عباس نے مختصراً وجہ تسمیہ بیان کی ہے اور حضرت سعید ابن المسیب نے مفصل کیفیت بیان کردی ہو اسکا نام مخالفت نہین دوم یہ بھی کہ ابن عباس نے سوائے اپنے معانی کے اور معانی کی نفی نہین کی تا کہ ہماری مخالفت ہوتی سیوم ابن عباس کی روائت سے سعید ابن المسیب کی روائت افضل و اصح ہونی چاہیئے کیونکہ بخاری کی روائت ہے باقی رہا جانوران مذکورہ کا حلال ہونا سو تفاسیر معتبرہ مین مرقوم ہے وہ یہ کہ جسوقت بعض لوگوں کو شبہ ہوگیا تہا کہ جانوران بالا کس طرح حلال ہو سکتے ہین تو خدا نے فوراً متنبہ فرمادیا ۔ یاایھا الناس کلوا مما فی الارض حلالاً طیبا ولا تتبعوا خطوات الشیطان الآیۃ یعنے اے لوگو! کھاؤ تم حلال اور پاک چیزین اور نہ متابعت کرو شیطان کے قدموں کی یعنی حلال کو حرام نہ کہو جیساکہ بتوں کی نام کے جانور حلال ہیں ان کو حرام کہنا شیطان کی تقلید ہو تفسیر معالم مین ہے نزلت فی ثقیف وخزاعۃ و عامر بن مصعصہ وبنی مدلج فیما حرموا علی انفسہم من الحرث والانعام والبحیرۃ والسائبۃ والوسیلۃ و الحام فالحلال ما احلہ الشرع طیبا ۔ تفسیر جلالین مین ہے نزلت فیمن حرم السوائب ونحوہا تفسیر جامع البیان مین ہے نزلت فی من حرموا علی انفسہم من السوائب والوصائل والحامی وغیرہا تفسیر

حسینی میں ہی شتران عرب چیزہا را بوسو شیطان حلال و حرام گردیدند چون بحیرہ و سائبہ و اقسام حرث و تفسیر عزیزی میں بھی یہی مضمون ہی پس تفاسیر بالائی سے ثابت ہوگیا کہ مطلق نام لینے سے کیا معنی دا نمدار کیا جاوے تو پھر بھی حرام نہیں ہوتی اگر کوئی کہے کہ مطلق سوای خدا کے اور کسی کا نام لینے سے چیز حرام ہوتی ہی تو وہ شخص مخالف قرآن و تابع شیطان ہی یہی مضمون احادیث صحیحہ میں بھی ہی دیکھو حضرت سعد نے عرض کی کہ میری ماں گذر گئی ہی میں کونسا صدقہ کروں تو آپ نے فرمایا افضل پانی ہی چنانچہ اُس نے کنواں کھدوایا جو کہ یوں مشہور ھذا لام سعد یعنی یہ چاہ سعد کی ماں کیواسطی ہی خدا کا نام ہی الگ رکھا یا نہ حسب تحقیقات جدیدہ مولوی ثناء اللہ لام تملیک ہی نہیں پس یہ لام جو بنام غیر اللہ واقع ہوا ہی حضور علیہ السلام کے وقت سے اسوقت تک کسی مسلمان نے حرام نہیں بنایا۔ اسیطرح ایک نے عرض کی کہ ماں باپ کی موت کے بعد اُن کیساتھ کیا سلوک کروں آپ نے فرمایا تصلی لھما و تصوم لھما یعنی اُن کیواسطے نماز پڑھ روزہ رکھ رواہ الدارقطنی اس حدیث میں بھی لھما دو دفعہ آیا ہی یہ لام بھی غیر اللہ کیواسطے ہی۔ غرضیکہ مطلق غیر اللہ کا نام لینے سے کوئی چیز حرام نہیں ہوتی ؛

سوال۔ اسقدر وجوہات و تاویلات کرنیکی کیا ضرورت ہی صاف کہو یہ نیاز و طعام للہ ہے ؛

جواب لفظ للہ کی تشریح کسی غیر مقلد نے آجتک نہیں کی لفظ للہ میں جو لام ہے یہ کیسا ہے اگر لام ہے اختصاص و حصر کا تو کوئی عمل حسنہ جو بغرض جنت و درجات و دیگر مقاصد کیا جاوی قبول نہ ہونا چاہئی کیونکہ وہ عمل للہ نہیں بلکہ للمقصد ہی اگر یہ مطلب ہی کہ بہ رضاء اہل اللہ و صالحین عین رضاء حق ہیں لہذا جو برائی خوشنودی اولیاء ہی وہ فی الاصل للہ ہی تو بیشک سلمنا۔ یہی ہمارا مقصود ہی اگر للہ سے یہ مقصد ہی کہ خاص خدا ہی کو طعام کھلایا جاوی تو یہ بھی بدیہی البطلان ہی اگر یہ مراد ہو کہ خدا کیطرف سے کسی کے ہاتھ طعام بھیجا جاتا ہی تو یہ بھی غلط ہی غرضیکہ لفظ للہ بھی قابل تاویل و توجیہ ہی بہر حال نذر و نیاز و طعام سیوم و چہارم و چہلم و ہفتم وغیرہ بنام غیر اللہ جائز و موجب ثواب ہے اور حلال و طیب ہے حرام کہنے والا سراسر مخالف قرآن و حدیث و منکر عقیدہ اہلسنت ہی نعوذ باللہ من ذلک۔ حدیث میں صاف وارد ہے من ذبح ذبیحہ لضیفہ کانت فداءہ من النار رواہ الحاکم فی تاریخہ یعنی جو شخص اپنے مہمان کے واسطے کوئی جانور ذبح کری وہ جانور اُس کو دوزخ سے بچانے کا ذریعہ و فدیہ ہوگا ؛

امام واحدی اپنی تفسیر میں یوں لکھتے ہیں قال ابن عباس ما ذبح للاصنام و ذکر اسم غیر اللہ علیہ و ھذا قول جمیع المفسرین نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کتاب الداء والدواء میں ختم نقشبندیہ ختم مجددیہ ختم بخاری و دیگر ختمات

کی اجازت خاص و عام کو دیتے ہیں اور اس میں شیرینی وغیرہ رکھنا ضرور سمجھتے ہیں۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء حنفیہ اس بارہ میں کہ یہ جو زمانہ میں رسم ہو رہی ہے کہ اکثر لوگ طعام یا شیرینی حضرات حسنین یا پیران پیر وغیرہ اولیاء اللہ نذر و نیاز سے مشہور کر کے پکاتے ہیں اور اس پر ان کی روح کو فاتحہ دلاتے ہیں اور عوام کو تقسیم کرتے ہیں تو اس کا شرعاً کیا حکم ہے یعنے اس کا کھانا بموجب شرع شریف درست ہے یا نہیں۔ بینوا و توجروا

جواب۔ سنئے کہ نذر و نیاز کے معنے لغت سے معلوم کرنے چاہئیں کہ کیا ہیں۔ سو واضح ہو کہ کتب لغت میں نذر کے معنے اس طرح پر مرقوم ہیں۔ نذر بفتح نون و سکون ذال معجمہ پیمان و آنچہ بر خود واجب گرداند مثل روزہ و صدقہ برائے خداوند تعالی و طعام فاتحہ روح بزرگان و آنچہ از نقد و جنس پیش امرا و سلاطین گذرانیدہ ملاقات کنند۔ غیاث ۔

نیاز کے معنے بھی سنئے۔ نیاز بکسر اول بروزن حجاز۔ حاجت و احتیاج را گویند و اظہار محبت و تحفہ درویشاں را نیز گویند از برہان قاطع۔ پس لغت کے معنے چار ہوئے۔ پیمان۔ عبادت۔ طعام فاتحہ۔ روح بزرگاں تحفہ و ہدیہ اور نیاز کے معنے بھی تین ہیں۔ حاجت۔ اظہار محبت تحفہ۔ پس اب میں کہتا ہوں۔ کہ یہ نذر و نیاز جو ہماری زمانہ میں مروج و متداول ہے بموجب دلائل مندرجہ ذیل کھانا اس کا بیشک جائز ہے اول جبکہ لغت سے بخوبی ثابت کیا گیا ہے کہ نذر کا لفظ چار معنوں میں مشترک ہے تو اصول کا قاعدہ ہے کہ مشترک لفظ کو بدون قرینہ قوی اور ارادہ متکلم کے ایک معنی پر حمل نہیں کیا جا سکتا پس لفظ مشترک المعنی مشروط ہوا اوپر قرینہ یا ارادہ متکلم کے تو سوچنا چاہئے کہ یہ لوگ جو فی زماننا نذر و نیاز دیتے ہیں (اور کہتے ہیں) اور وہ اپنے نزدیک کیا معنے سمجھتے ہیں سو ظاہر ہے کہ جب کبھی ان سے پوچھا گیا تو یہی کہتے ہیں کہ نذر ہم اسکو دیتے ہیں جو کسی کے آگے کچھ لیجا کر نذر رکھی جائے پس ثابت ہوا کہ ان کی غرض اسی سے صرف فاتحہ اور تحفہ کی ہوا کرتی ہے کیونکہ نذر بمعنے عبادت عوام میں کوئی ہی نہیں جانتا بلکہ سوائے ان لوگوں کے جنکو فرقہ جدیدہ کی تعلیم ہوئی ہے کسی کے وہم و خیال میں بھی نذر بمعنے عبادت نہیں گذری اگر کوئی صرف گمان اور خیال کو اپنا کارکن سمجھتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ سوء ظنی سے جو بد ترین اعمال ہے کنارہ کر کے آیت یا ایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم کبیر پر عمل فرمائے جیسا کہ صاحب در مختار فی کتاب الذبیح میں حرمت ذبیحہ قدوم امیر لکھا ہے۔ انا لا نسیٔ الظن بالمسلم انہ یتقرب الی الادمی بھذا النحر تحقیق ہم بدگمانی نہیں لیجاتے طرف

کی اس بات کی کہ تحقیق تقرب کرتا ہے طرف آدمی کی اس ذبیحہ کے ساتھ - دوم یہ کہ قطع نظر لحاظ لفظ نذر مشترک المعنے کے نذر اولیاء اللہ ماؤل ہے اور تاویل اس مین یہ ہے کہ نذر للہ اور ثواب اُسکا واسطے اولیاء اللہ کے جیسا کہ صاحب تفسیر احمدی نے اُس کے حاشیہ مین لکھا ہے قد تقرر ان النذر لغیر اللہ حرام ونذور اولیاء اللہ ماول بان النذر للہ وثواب لھم یعنے تحقیق مقرر ہوئی ہے یہ کہ نذر واسطے غیر خدا کے حرام ہے اور نذرین اولیاء اللہ کی تاویل کی گئی ہیں اس طرح پر کہ نذر واسطے خدا کے اور ثواب اُس کا واسطے اولیاء اللہ کے اور نظیر اس تاویل کی یہ حدیث شریف ہے جو مشکوۃ مین ہے عن سعد بن عبادۃ قال یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ام سعد ماتت فای صدقۃ افضل قال الماء فحفر بیرا وقال ھذا لام سعد رواہ ابو داؤد والنسائی یعنے روایت ہے سعد بن عبادت سے کہ کہا مینے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ماں میری مرگئی ہے پس کون سا صدقہ واسطے اوسکی روح کے کروں جو بہتر ہو تو فرمایا آنحضرت نے کہ پانی بہتر صدقوں کا ہے کہ واسطے اُس کے کنواں کھود سے تو اور پیاسوں کو پانی پلاوے تو پس کھودا سعد بن عبادہ نے کنواں اور یہ کنواں واسطے ام سعد کے یعنے ثواب اس کا واسطے روح ام سعد کے ہکذا فی الشرح شیخ عبد الحق دہلوی علے ہذا القیاس اور بہت سی حدیثیں اس قسم کی صحاح مین موجود ہیں - سیوم یہ کہ اکثر محققین محدثین نے اپنی اپنی کتابوں مین نذر اولیاء اللہ کی حکائتیں نقل کیں اور روائت کی ہین مگر اُن پر کچھ اعتراض نہین کیا بلکہ بعض نے نذر و نیاز کی ذریعہ سے اپنے مذہب کو مخالف پر ترجیح دی ہے - اس سے معلوم ہُوا کہ اون کے نزدیک یہ نذر و نیاز از قسم ہبہ وتحفہ تھے اگر یہ نذر و نیاز اُن کے نزدیک از قسم ہبہ وتحفہ نہوتی بلکہ وہ نذر معہود شرعی کہ جس کا کرنا لغیر اللہ ممنوع اور حرام ہوتا تو البتہ یہ محقق محدث اس پر اعتراض کرتے - چنانچہ اس جگہ مین بطور نمونہ بعض کا ذکر کیا جاتا ہے - حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی تحفہ اثنا عشریہ کی باب امامت مین بذیل حدیث ششم اہل سنت جماعت کو مذہب امامیہ پر نذر و نیاز کے ذریعہ سے اسی طرح پر ترجیح دیتے ہیں - ونیز ازین است کہ حضرت امیر و ذریۃ طاہرہ اورا تمام امت بر مثال پیران و مرشدان مے پرستند و امور تکوینیہ را بایشان وابستہ میدانند - و فاتحہ و درود و صدقات و نذر و نیاز بنام ایشان رائج و معمول گردیدہ چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمین معاملہ است - پھر اسی کتاب کتاب کے باب ۱۲ مقدمہ ۶ مین تحریر فرماتے ہیں - از انجملہ آنکہ جماعت از اخوان و اقارب ایشان منکر امامت ائمہ بودند مثل محمد بن الحنفیہ کہ منکر امامت حضرت زین العابدین دست بردار نشدہ

از دعوائے امامت برائے خود وصیت امامت اولاد خود کرده رخت و نذر و نیاز و خمس وغیره که از طرف مختار بایشان میرسید هرگز امام زین العابدین را شریک دران نمیکرد۔ پھر شاه صاحب موصوف تفسیر عزیزی کے سورۂ نون میں حضرت یونس کے قصہ مین یوں تحریر فرماتے ہیں:۔ و بدعاء ایشان (یعنی یونس) بادشاه زاده شفا یافت و زن ایشان را بایشان حواله کردند و دیگر نذور و اموال فراوان داده رخصت فرمودند پھر سورۂ بروج کے درمیان ایک لڑکی کا قصہ جو ایک راہب کی صحبت سے صاحب کرامت ہو گیا تھا تحریر کرکے یوں لکھتے ہیں الفاظ اتفاقاً یکے از مصاحبت بادشاه شہر را چشم کور شده بود و سبب کوری مصاحبت بادشاه از دست او رفته بود تعریف صیت دلو این کودک شنیده پیش او آمده و نذر و ہدایا آورده گفت که برین نیز توجه فرما۔ اور ملا علی قاری نے کتاب شرح آداب المریدین میں کہ حضرت شیخ المشائخ ابی النجیب سہروردی کی تصنیف سے ہے شیخ شہاب الدین سہروردی سے روایت کی ہے کہ اونہوں نے فرمایا کہ مین ایکوقت اپنے چچا حضرت ابی النجیب سہروردی کے پاس تھا پس آیا ایک شخص ساتھ اوسکے ایک بچہ گائے کا تھا پس کہا اُسنے یا سیدی هذا نذر لك یعنی ای میری سردار یہ گائے کا بچہ ہمنے آپکے واسطے نذر کیا پھر وہ شخص چلا گیا اور گائے کا بچہ آپکے روبرو کھڑا ہو گیا اور حضرت نے فرمایا کہ یہ گائے کا بچہ مجھکو کہتا ہے انی لست العجل الذی نذر لك بل نذرت للشیخ علی ابن الهیتی و انما نذر لك اخی یعنی تحقیق میں نہیں ہوں وہ گائے کا بچہ جو نذر کیا گیا ہے واسطے آپکے بلکہ نذر کیا گیا ہوں میں واسطے شیخ علی بن ہیتی کے اور سوائے اسکے نہیں کہ نذر کیا گیا ہے واسطے تمہارے میرا بھائی پس کچھ دیر ہوئی تو آیا مالک گائے بچہ کا اور اسکے ساتھ اور ایک گائے کا بچہ تھا پس اُسنے کہا کہ ای سردار میرے تحقیق نذر کیا ہے مینے واسطے تیرے یہ گائے کا بچہ اور نذر کیا ہے مینے واسطے علی بن ہیتی کے وہ بچہ جسکو میں پہلے لایا تھا کیونکہ شباہت کے سبب اُن دونوں کے شبہ میں پڑ گیا تھا۔ وہ شخص پھر چلا گیا اور گائے کا بچہ ساتھ لیگیا۔ چہارم یہ کہ نذر شرعی کیواسطے در مختار و فتح القدیر وغیره کتب فقہ میں جو شرائط مرقوم ہیں انمیں سے کوئی شرط بھی اس نذر پر صادق نہیں آتی کیونکہ بڑی سے بڑی شرط نذر شرعی میں یہ ہے کہ جنس منذور سے کوئی فرض ہونا چاہئے مثل نماز و روزه و صدقہ جو جنس زکوۃ سے ہے چنانچہ اسیواسطے صاحب در مختار نے لکھا ہے کہ لازم نہیں ہوتی ناذر کو وہ چیز جو جنس اوسکی سے نہیں ہے فرض جیسا عیادت مریض کی اور جانا پیچھے جنازه کے اور داخل ہونا مسجد مین اگرچہ مسجد نبوی ہو یا مسجد اقصے کیونکہ جنس اُسکی سے کوئی فرض مقصود نہیں اور یہی قاعدہ ہے کلیہ لازم ہونے نذر کا۔ جیسا کہ کتاب دُرر میں ہے سو ظاہر ہے کہ نذر و نیاز کا طعام جو اکثر لوگ کھاتے۔ تو اُسے بزرگوں کی رُوح کو فاتحہ دلاتے ہین اور عوام کو تقسیم کرتے ہین حالانکہ اُسکی جنس سے کوئی طعام تقسیم کرنا فرض نہیں پس اس سے معلوم ہوا کہ نذر اولیاء اللہ اُس نذر شرعی سے نہیں جو عند اللہ لغیر اللہ ممنوع ہے بلکہ یہ نذر اپنے دوسرے معنوں میں جواز قسم ہدیہ و پیشکش و فاتحہ بروح بزرگان ہے مستعمل ہے اکثر دفعہ بعض لوگ یہ عبارت کتاب بحر الرائق کی یا مثل اوسکی والنذر للمخلوق لا یجوز لانہ عبادة والعبادة لا یکون للمخلوق پیش کرکے اعتراض

کرتے ہیں سو اسکا جواب یہ ہے کہ عبارت مذکور کی مراد صرف نذر شرعی سے ہے کہ جس سے تقرب لغیر اللہ اور
عبادت غیر مراد ہو سو وہ بیشک بالاتفاق حرام ہے اسمیں تو کسیکو کچھ بھی گفتگو نہیں اور ظاہر ہے کہ یہ نذر اُس
قسم سے نہیں بلکہ محض از قسم ہبہ و پیشکش و فاتحہ ہے جسکی اجازت عند الشرع بھی ہے پس نذر و نیاز کا طعام کھانے
میں کوئی قباحت شرعی نہیں والنصف ولا تعصف سنہ ۱۳۱۲ھ (راقم حافظ ولی اللہ لاہوری) مرحوم

سوال:- کیا فرماتے ہیں علماء کرام دریں مسئلہ کہ جمعرات کے روز ارواح گھروں میں آتی ہیں یا کہ نہیں جیسا کہ عام مشہور
ہے جواب بالصواب سے مشکور فرماویں - بینوا و توجروا -

الجواب وہو الحق بالصدق والصواب. باسمہ سبحانہ وتعالیٰ شانہ بعد از حمد و صلوات و نعت سید الابرار کے واضح ہو کہ جمعرات کو روز فاتحہ
دلانا اور ارواح کا بروز جمعرات گھروں میں آنا بموجب عقیدہ اہلسنت والجماعت کتب بسند اولہ سے ثابت اور روا ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ ارواح
مومنین جہاں چاہیں سیر کریں وہ مقید نہیں ہوتی ہیں جیسا کہ شیخ المشائخ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمہ عوارف المعارف میں نقل کرتے
ہیں روی النعیم بن المسیب عن سلمان قال ارواح المومنین تذہب فی برزخ من الارض حیث شاءت بین السماء والارض اور قاضی
ثناء اللہ صاحب پانی پتی اپنی کتاب تذکرۃ الموتی میں لکھتے ہیں ابن ابی الدنیا از مالک روایت کرد کہ ارواح مومنین ہر جا کہ خواہند میروند
حق تعالیٰ در حق شہداء میفرماید بل احیاء عند ربہم مراد آنکہ حق تعالیٰ ارواح ایشان را قوت اجساد میدہد ہر جا کہ خواہند سیر کنند
و این مخصوص بشہداء نیست انبیاء و صدیقان از شہداء افضل اند الخ اب ہر دو روایتوں سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ ارواح مومنین
جسجگہ چاہیں چلیں پھریں اب رہا یہ امر کہ آیا بروز جمعرات کو ارواح مومنین گھروں میں آتی ہیں یا کہ نہیں سو اسکی نسبت بھی
حضرت ابن عباس رض سے منقول ہے کہ ارواح مومنین جمعرات کے روز گھروں میں آتی ہیں جیسا کہ خزانۃ الروایات میں ہے عن ابن
عباس رض یقول اذا کان یوم عید او یوم جمعۃ او یوم عاشوراء او لیلۃ نصف من شعبان تاتی ارواح الاموات ویقولون علی ابواب
بیوتہم فیقولون ہل من احد یذکرنا ہل من احد یترحم علینا ہل من احد یذکر غربتنا یا من سکنتم بیوتنا من سعدتم بما شقینا
یا من انتم فی وسع قصورنا ونحن فی ضیق قبورنا یا من استدتم زینا المنا یا من نکحتم نساءنا ہل من احد یتفکر فی غربتنا و فقرنا کتبنا
مطویۃ وکتبکم منشورۃ ہکذا فی کنز العباد وکذا فی عمدۃ الغائم اور نیز حضرت شیخ المشائخ شیخ الہند اشعۃ اللمعات میں ارقام فرماتے ہیں
کہ در بعض روایات آمدہ است کہ روح میت می آید در خانہ خود را شب جمعہ پس نظر میکند کہ تصدیق میکنند از وی یا نہ اب روایت ابن عباس رض
سے جسمیں یقومون علی ابواب بیوتہم اور حضرت شیخ رح کی قول سے اظہر من الشمس ہو گیا کہ ارواح مومنین ضرور گھروں میں شب کو آتی
ہیں بلکہ دوسری ایک روایت میں آیا ہے کہ روحیں جمعرات کو روز گھروں میں صحنوں میں کھڑی ہو کر ندا کرتے ہیں دستور القضاۃ میں فتاوی
نسفیہ سے منقول ہے ان ارواح المومنین یاتون فی کل لیلۃ الجمعۃ ویوم الجمعۃ فیقومون بفناء بیوتہم ثم ینادی کل واحد منہم بصوت
حزین یا اہلی یا اولادی ویا اقربائی اعطفوا علینا بالصدقۃ واذکرونا لا تنسونا وارحمونا فی غربتنا فقد کان ہذہ الحال اللہ
فی ایدیکم فی الدنیا فیرجعون منہم باکیا حزینا ثم ینادی کل واحد منہم بصوت الحزین اللہم قنطہم من الرحمۃ کما قنطونا

من الدعا والصدقة اور نیز خزانہ الروایات میں لکھا ہے جاء وا ولا الی مقابرهم ثم جاؤ فی بیوتهم کذا فی عمدۃ الفاتحہ اب ان روایات مذکورہ بالا سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ ارواح مومنین ہر جمعرات جمعہ کو اپنے گھروں کے صحنوں میں کھڑے ہو کر غمگین آواز سے اپنے گھر والونکو پکارتی ہیں اور حدیث شریف جو ترمذی شریف کے باب عذاب القبر میں آئی ہے روحونکے نہ آنے پر جیسا کہ بعض کا خیال ہے دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ حدیث کے الفاظ واضح ہو رہا ہے کہ یہ واقعہ عذاب قبر کا ہے اور یہ معاملہ سوال وجواب پاس مردہ اور ملائکہ منکر نکیر کے) جو قبر میں ہوتا ہے یعنی اس سے اثبات کا ثبوت ملتا ہے کہ عذاب قبر ضرور ہوتا ہے اور سوال وجواب کے بعد مردہ ان ملائکہ سے کہیگا کہ اب مین اپنے گھر والونکو اس واقعہ کی جو میرے ساتھ ہوا ہے خبر کر آؤں تو فرشتے اسکو اسکی اطلاع گھر پر جا کر دینے کی ممانعت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب اسی جگہ سو رہو دوسرا یہ ہے کہ جب انسان مرتا ہے تو اسکی روح آسمان پر یا زیر زمین چلی جاتی ہے جیسا کہ صورت ہو تو جس وقت مردہ کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اسوقت روح باہر سے لاکر مردہ میں ڈالا جاتا کہ اس سے حساب کتاب ملائکہ یعنی منکر نکیر لیتے ہیں اور مردہ اپنی اصلی حالت میں جیسا کہ دنیا میں ہوتا ہے ہو جاتا ہے تو بعد از حساب کتاب کے مردہ خیال کرتا ہے کہ اب پھر میں زندہ اپنی اصلی صورت میں ہو گیا ہوں تو پھر وہ ان ملائکہ سے اسی جسد عنصری کیساتھ دنیا میں واپس آنیکی التجا کرتا ہے جسکے جواب مین فرشتے اس کو نومة العروس کہکر جواب دیتے ہیں تو اس سے گویا یا ثابت ہوئی کہ وہ جسد عنصری کیساتھ دنیا مین نہیں آسکتا اور نہ ہی اس واقعہ گذشتہ کی اطلاع کر سکتا ہے پس اس حدیث سے روحوں کے آنیکی کوئی ممانعت نہیں ہے صرف جسد عنصری کیساتھ دنیا میں آنیکی ممانعت ہوتی ہے بلکہ روح کا آنا جانا سیر کرنا اوپر ثابت ہو چکا ہے واللہ تعالی علی علمہ اتم واحکم حررہ العبد المذنب خادم العلماء والفقراء عنایت اللہ شاہ عفی عنہ فیروز پوری از محلہ پیران والہ فیروز پور شہر عفا اللہ عنہ بقلم خود۔ (تصدیق مولانا محمد عالم مدرس مدرسہ حمیدیہ لاہور)

ارواح مومنین جہاں سیر کرنی چاہیں جا سکتی ہیں جیسا کہ حدیث ذیل سے ثابت ہے اس عموم میں جمعرات کو گھر آنا مندرج ہے اور خاص جزئی جمعرات کی جناب شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی نے مشکوۃ کی شرح فارسی میں باب زیارۃ القبور میں ذکر فرمائی ہے جیسا کہ مجیب صاحب اول نے اسکی عبارت اپنے جواب میں درج کر دی ہے عن سعید المسیب ان سلمان الفارسی وعبد اللہ بن سلام التقیا فقال احدهما لصاحبه ان لقیت ربک قبلی فاخبرنی ما ذا لقیت فقال او یلقی الاحیاء الاموات قال نعم اما المؤمنون فان ارواحهم فی الجنة وهی تذهب حیث شاءت ۱۲ شرح الصدور للشیخ جلال الدین سیوطی باب مقر الارواح اور صحابی کا قول جسمیں قیاس کا سانح نہ ہو حدیث مرفوع حکماً ہوا کرتی ہے۔ حررہ ابو المفتقر الی رب العلم محمد عالم مدرس مدرسہ حمیدیہ لاہور

مومنوں کی ارواح کا سیر کرنا اکثر کتب فقہ اور حدیث سے ثابت ہے زیادہ لکھنے میں طول ہے اسلئے حدیث واحد پر اکتفا کیا جاتا ہے عن مالک بن انس قال بلغنی ان ارواح المومنین مرسلة تذهب حیث شاءت بہ شرح الصدور باب مقر الارواح جب ہر جگہ انکو جانیکا اختیار عام حاصل ہے تو جمعرات کو گھر آنیکا کوئی امر مانع نہیں بلکہ روایات متذکرہ بالا سے صاف طور پر ثابت ہے کہ جمعرات کو گھر آتی ہیں الراقم خادم العلماء الابرار محمد یار عفی عنہ امام مسجد طلائی لاہور (مہر عبدہ محمد یار)

مجیب صاحبان جو کچھ تحریر فرمایا ہے صحیح ہے خاتم المحدثین شاہ عبد العزیز رح دہلوی نے تفسیر عزیزی میں سورۃ انشقت کی آیت والقمر اذا اتسق کی تفسیر

کرتے ہوئے مُردہ کی تین حالتیں بیان کی ہیں پہلی حالت میں لکھا ہے ونیز دارد آنکہ مُردہ درآنحالت مانند غریقی است کہ انتظار فریادرسی بُرد وصدقات وادعیہ
وفاتحہ دریں وقت بسیار بکار او آید ازینجاست کہ طوائف بنی آدم تا یکسال وعلی الخصوص تا یکچلہ بعد موت دریں نوع امداد کوشش تمام نمایند وروح مُردہ
نیز در قرب موت در خواب وعالم تمثل ملاقات زندگی میکند وما فی الضمیر خود را اظہار مینماید۔ انتہی۔ بقدر الحاجۃ۔ بندہ احمد علی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہو
تصدیق حضرت جامع معقول ومنقول عادی فروع واصول عالم باعمل فاضل بے مثیل جناب لنا بالفضل اولانا مولوی شیخ محمد صاحب مجددی فیروزپوری
حنفی ذلک کذلک وقد روی عن ابن عباس رض اذا کان یوم العید ویوم العشر ویوم الجمعۃ الاولی من شہر رجب ولیلۃ النصف من شعبان
ولیلۃ الجمعۃ یخرجون الاموات من قبورہم ویقفون علی ابواب بیوتہم ویقولون ترحموا علینا فی ہذہ اللیلۃ بصدقۃ ولو بلقمۃ
من خبز فانا محتاجون الیہا فان لم یجدوا شیئا یرجعون بحسرۃ اوردہ الامام الشیخ جلال الدین سیوطی فی کتاب البدا الحسان فی
البعث والجنان۔ حررہ الشیخ محمد نقشبندی مجددی فیروزپوری تجاوز اللہ عنہ ذنبہ المعنوی والصوری (باسمہ ابتلاع) ما اجاب
المجیب فہو صحیح حق حقیق بالقبول والمسئلۃ ثابتۃ عند العلماء الفحول کما قال فی روضۃ الصدور وقال المتقدمون لا یکون علی المیت
حسرۃ اکثر من یوم الجمعۃ فان روحہ یاتی الی دارہ لیلۃ الجمعۃ وینظر ہل یتصدق لاجلہ وہل یذکر بخیر فیری ثیابہ تقسم
وزوجتہ قد تزوجت ومالہ قد قسم بین ورثتہ فیکون ہناک ذلیلا الی الصباح ثم ینصرف خائبا الا لمن یذکرہ بشیء انتہی من اثبات
الاستمداد وہکذا ثبت فی حدیث ابن عباس والحدیث ضعیف والعمل علی حدیث الضعیف جائز فی فضائل الاعمال کما قال المولانا
المکرم المعظم سیدی مولانا عبد الحی اللکھنوی فی الاجوبۃ الفاضلۃ واما مسئلۃ سیرۃ الارواح فہو ایضا ثابتۃ عند العلماء کما قال
المناوی فی شرح جامع الصغیر ان الروح اذا انخلعت من ہذا الہیکل وانفکت من القیود بالموت یجول الی حیث شاء انتہی
قال القاضی فی تفسیر المظہری تحت قولہ تعالی ولا تقولوا لمن یقتل یعطی لارواحہم قوۃ الاجساد فیذہبون من الارض والسماء والجنۃ
حیث یشاؤن وینصرون اولیاءہم ویدمرون اعداءہم انشاء اللہ تعالی ثم قال الزرقانی فی شرح المواہب اللدنیہ لا یمنع رؤیۃ
ذاتہ علیہ السلام بجسدہ وبروحہ وذلک لانہ وسائر الانبیاء صلعم ردت الیہم ارواحہم بعدما قبضوا واذن لہم فی الخروج من
قبورہم للتصرف فی الملکوت العلوی والسفلی ہکذا قال المجدد فی المکتوبات وقال المجدد فی المکتوبات وقال خاتم المحدثین
عبد العزیز الدہلوی فی تفسیرہ وبعضے از خواص اولیاء اللہ را کہ آلہ جارحہ تکمیل وارشاد بنی نوع خود گردانیدہ درینحالت ہم تصرف در دنیا
دادہ واستغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ باین سمت نمیگردد۔ ہکذا فی اکثر التفاسیر کالکبیر وروح البیان والبیضاوی ہکذا
قال الشیخ الاکبر فی فتوحات المکیۃ وشاہ ولی اللہ الدہلوی فی حجۃ اللہ البالغۃ والشیخ حسین المکی فی لاہا حاصل المرام وختم
الکلام ان المجیئ الارواح الی بیوتہم فی ایام الفاضلۃ ثابت عند اہل السنۃ والجماعۃ وسیر الارواح فی البرزخ والتصرف
لہم ایضا ثابت من اقوال المحدثین المتبحرین والمنکر جاہل او معاند للدین المتین ہذا آخر الکلام مع بالاختصار۔
احقر العباد خادم الطلبۃ ابو الفیض محمد عبد اللہ دولوی قبول شاہی مہر (الجواب صحیح) روشن الدین عفی عنہ) تمام تحریرات بالا مطابق
عقیدہ اہلسنت ہیں کسی کو اسمیں کلام نہیں آیت شریف من عمل صالحا من ذکر او انثی وہو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ ولنجزینہم

اجرہم باحسن ما کانوا یعملون صریح طور پر دال ہے کہ مومنین کو حیاۃ طیبہ یہاں ہے جب حیاتی حاصل ہوئی تو جو امور حیاتی کے متعلق ہیں ان کے صدور میں امکان کا ثبوت ثابت ہے اسانید مندرجہ اجوبہ بالا اس سے زیادہ ص

م لکھنے کی ضرورت نہیں والتفصیل فی کتب المتداولہ۔ دستخط جناب حضرت حاجی حافظ عالم بے مثیل فاضل بے بدیل صوفی متقی عالم باعمل سید عبد الحق قصوری۔ ہذا المسئلۃ صحیحۃ متفقۃ علیہا من العلماء الکرام

ذکرہا الا الجاہل والذاہل وعن طریق الرشد الغافل والیہ یہدی من یشاء الی طریق الرشاد حررہ العبد الملتجی الی اللہ الغنی ا
نازلی غفر اللہ لہ ذنبہ الظاہر والسرائر مدرس مدرسہ اسلامیہ۔ قصور

چند کتب در تردید فرقہ وہابیہ

برکاتِ علی پور

اس میں بطریق تصوّف چند مسائل اور ۳۵ اولیاء اللہ کی سوانح عمریاں اور مسئلہ حقہ نوشی کی عمدہ تحقیق اور عورتوں کی بیعت درج ہے کاغذ عمدہ خط جلی قیمت معہ محصول ۹ر

رسالہ تقلید

اس مین کل وہابیوں اور ملحدوں کے اعتراضات کا جواب شافی ہے آج تک جس قدر بنارسی و دہلوی وغیرہ جہلاء نے تقلید پر اعتراضات کئے اُن کا عمدہ رد اور تقلید شخصی کا وجوب قرآن وحدیث واجماع سے مفصل دکھایا گیا ہے قیمت معہ محصول ۵ر

رسالہ تصوّرِ شیخ

تصور پیر پر جتنے جاہلون اور بعلمون دشمنان دین نے اعتراضات کئے ہین اُن کا جواب بہت تحقیقات سے جواب دیا گیا ہے قیمت معہ محصول ۴ر

رسالہ الوہابی فوارہ لعنت

یہ کتاب کسی غلیظ قلب سیاہ دل دشمن اہل اللہ ناپاک رُوح کے چند خیالات خبیثہ کی تردید ہی جس نے حضرت امام العالم امام اعظم رضی اللہ عنہ پر ناحق بہتانات باندہکر اون کی توہین وتحقیر کی - اور لوگوں کو اُن سے بدعقیدہ بنانے میں سعی کی ہے قیمت ۱۲؍ محصول آدھہ آنہ -

نوٹ ایک کتاب کی قیمت ۱۲؍ کے ٹکٹ آدھہ آنہ کے لفافہ مین ڈال کر فقیر سے طلب کرین اگر زیادہ کی ضرورت ہو تو وی پی منگائیں ❊ دیگر کتب بھی ہر قسم کی مل سکتی ہیں -

التماس برادرانہ

میرے حنفی بھائیوں پر واضح رہے کہ یہ ہماری شرافت کا ثبوت ہے کہ ہمنے اوروں کی طرح خاص کسی شخص کا نام لیکر مخاطب نہیں کیا بلکہ عام طور پر جوابات دیئے اور غیر تمند مسلمانوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ بھی اسی طرز کو پسند فرماویں اور مجھے خاص مذہب کی حمیت نے اسپر قائم کیا کہ مسلمانونکو ایسے ایسے زہریلے مضامین کے اثر سے بچانے کی کوشش کیجاوے - نیز اس میں اہل علم سے بھی امداد لی گئی ہے مگر افسوس ہمارے بھائی ایسے خواب غفلت میں مست ہیں - کہ مطلق ہمدردئی مذہبی اور غیرت ایمان کا کام میں لانا پسند نہیں فرماتے باوجودیکہ کل مسلمانوں میں مردم شماری کے لحاظ سے تین حصہ حنفی اور ایک حصہ باقی مذاہب ہیں پھر بھی سستی کا یہ حال کہ پناہ بخدا - غیر مذاہب کے لوگ نت نئے دن نیا فتنہ جگاتے ہیں اور اس پر اس کے ہم قوم اُن کی کافی امداد کرتے ہیں اور ہمارے حنفی بھائی باوجود صداقت شعاری کے امداد تو درکنار صرف اگر قیمت ہی سے کتابیں خرید لیں تو پھر بھی یہ خدمت اسلام ہمیشہ ہوتی رہے مگر برعکس اسکے یہ کہ قیمتی کتاب بھی نہیں خریدتے - حالانکہ سینکڑوں بیہودہ بے اصول چندے اور ہزارہا روپیہ اسراف اور بعض دنیاوی مجلسوں میں خرچ کرتے ہیں لیکن اگر خدا و رسول اور امامان دین پر گالیاں دی جائیں تو کوئی غیرت وحمیت وحرکت نہیں کرتے اور چپ چاپ سنتے رہتے ہیں ؛

میرے حنفی بھائیو! اللہ اپنے مذہب سے پیار کرو - کیونکہ اشاعت اسلام سب سے زیادہ ضروری مقصد اعظم ہے افسوس ہے کہ لوگ اس سے زیادہ لاپرواہیں +

عقیدۂ اہلسنت ہے

ذکرها الا الجاهل والذاهل وعن مریع

نانی غفر الله له ذنبه الظاهر والسراری مدرس مدرسه اسلامیه